صحابہ کرام اور اہل بیعت کے تعلقات

علامہ زمخشری

Porn movies
دیکھنا مرد کی صحت کے لیے مفید
ہوتی ہیں۔

جو بھی porn دیکھے تو وہ
گناہ ہے۔

فہرست مضامین

ہے قابل قبول اور مستند ہے۔ اس ضمن میں حکومت و سلط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محمد وعلی اہل بیتہ الطیبین الطاہرین وخلفائہ الراشدین واصحابہ المہدیین وعلی من اتبعہم الیٰ یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

زیر نظر رسالہ علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری صاحب تفسیر کشاف کی کتاب الموافقہ بین اہل البیت والصحابہ" کا ترجمہ ہے جو اب سے تقریباً پچیس سال پہلے نواب صدر یار جنگ بہادر الحاج مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا تھا۔

موصوف اس کو چھپوانا چاہتے تھے مگر اس وقت اس کی نوبت نہ آئی۔ اب پرانے کاغذات ... مسودہ نظر سے گذرا تو میری ہمشیرزادی برادرم الحاج مولانا ظہیر الحسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی ... نے تقاضا کیا کہ اس کو شائع کر دیا جائے۔

اس میں بڑا کام روایات کی تحقیق اور توثیق کا باقی تھا جو اب اپنی مسلسل علالت ... دشوار ہی نہیں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

مسودہ پر نظر ثانی کی گئی تو معلوم ہوا کہ نفس مضمون ضروری ... بلکہ ظلم و استبداد اور ... یہی اور صاف ہے کہ تاریخ اور سیرت صحابہ سے ادنیٰ واقف ... جن کی بدولت عوام تباہی اور ... ہو سکتا۔ رہی الفاظ احادیث کی تخریج اور توثیق یا اگرچہ علما ... موقوف نہیں اور بے بلا ہوتا ظلم ہوتا اگر اس مجبوری کے ... ثبت سے قابل قبول اور مستند ہے۔ اس تحریک میں حکومت و سلطنت ...

تعلقات کی ایک جھلک دکھلائی گئی ہے اور منتشر جواہر پاروں کو اس خوبی کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کا مبارک دور نگاہوں میں گھوم جاتا ہے اور چند ایسے حقائق آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں جو انسانی زندگی کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(۱) انسانی زندگی۔ بندگی۔ بے چارگی۔ سادگی۔ انکساری۔ فروتنی۔ جفاکشی اور خدمت گذاری سے بنتی ہے۔ وہ امراء مومنین جنھوں نے روئے زمین پر تہلکہ مچا رکھا تھا اور جن کے نام سے بڑے بڑے صاحب جبروت سلاطین لرزہ براندام تھے اور جن کے اشاروں پر روم و فارس جیسی بڑی بڑی طاقتیں پاش پاش ہو گئیں۔ گدڑی پوش، فاقہ کش ہستیاں تھیں جنھوں نے اپنا سب کچھ اسلام اور مسلمانوں پر قربان کر دیا تھا پھر آخرت طلبی اور رضاء خداوندی اور اتباع نبوی کی آرزو میں کبھی راحت دنیوی کی طرف توجہ نہ کی، یہ نامور سلاطین غرباء و مساکین کی طرح زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے اور بادشاہی میں فقیری کی مثال قائم کر گئے کہ یہی حقیقی زندگی ہے اور اسی میں انسانی زندگی کا راز پوشیدہ ہے ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

وہ ہستیوں نے دنیا کو پرکھا اور اچھی طرح پرکھا۔ اس کی حقیقت کو سمجھا اور حدیثہ زید خلفاء راشد وہ عالم رخصت ہو گئے ؎

مثال مرداریست
اقوال کرگسان گرد او ہزار ہزار

ساہی زند منقار

آخر الامر برہ بند ہمہ راہ وزہمہ باز ماند ایں مردانہ۔

(۲) ہر مسلمان کا اصلی جوہر بندگی اور خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ہے جس قدر یہ جوہر نمایاں ہوگا اسی قدر انسانیت اور شرافت و کرامت نمایاں ہوگی اور عظمت و شوکت حاصل ہوگی اور ہمیشہ راہ یاب اور کامیاب رہے گا۔ یہی "صراط مستقیم ہے"۔ جس سے قدم ڈگمگانے کے بعد لغزش ہی لغزش ہے اور مقصود تک رسائی ناممکن ہو جاتی ہے۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(۳) حکومت و سلطنت کی اصلی بنیادیں عدل و انصاف اور باہمی مساوات اور ربط و اتحاد پر قائم ہوتی ہیں۔ جہاں ان بنیادی اصول میں تنزل آئے گا وہ حکومت بھی متزلزل اور غیر پائدار ہوگی اور اگر یہ اصول بالکل نظر انداز ہوں گے تو اس حکومت کی نقش بر آب سے زیادہ وقعت و حیثیت نہ ہوگی جس کا وجود و عدم برابر ہوگا اور تباہی اور ابتری اور پریشان حالی عالم گیر ہوگی۔

ان بنیادی اصولوں پر استقامت اور مداومت کے لئے ضروری ہے کہ حاکم اور محکوم۔ آمر اور مامور دونوں طبقوں میں جذبہ خدا پرستی موجود ہو اور ہر طبقہ دین الٰہی اور احکام خداوندی کا پیرو ہو تاکہ کوئی طبقہ اپنی اصلی حدود اور اختیارات سے تجاوز نہ کر سکے اور ہر وقت اپنے کو اپنے پروردگار کے سامنے مسئول اور جواب دہ سمجھے۔ اور اس جذبہ سے جب انسانیت خالی ہو جائے گی تو وہ حکومت اسلامی ہو یا غیر اسلامی، جمہوری ہو یا انفرادی، درحقیقت حکومت نہ ہوگی بلکہ ظلم و استبداد اور جبر و اقتدار کا بدنما مظاہرہ ہوگا جس میں افراد کی اغراض پرستی کی بدولت عوام تباہی اور بربادی کا شکار ہوں گے۔ ؎

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو | جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلامی حکومت کے دورِ اولین میں حکومت و سلطنت

اگر آج دنیا ان نقوش پر پلٹ آئے تو سارے خلفشار خود بخود ختم ہو جائیں اور یہ مشتعل آگ سراسر گلزار بن جائے۔

اور اگر اب بھی ان اصول سے بے اعتنائی برتی گئی اور حکومت اور سلطنت کے اس معیاری نمونہ کو پس انداز کر دیا گیا تو یہ ظلم و استبداد کا دور کسی حال میں ختم نہ ہوگا اور ہر حکومت اپنے اقتدار کی خاطر دوسروں کو ختم کرنے کی فکر میں لگی رہے گی اور اسی طرح انسانوں کا انسانوں کے ہاتھوں خاتمہ ہوتا رہے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۴) اگر تعصب اور تنگ نظری سے یکسو ہو کر صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے تعلقات اور حالات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اچھی طرح روشن اور واضح ہو جائے گی کہ ان حضرات میں کسی قسم کا نزاع اور افتراق نہ تھا بلکہ ہر ایک دوسرے کا ہمنوا، رفیق کار جاں نثار تھا اور یہ سب کے سب کانہم بنیان مرصوص کا اصلی نمونہ تھے۔

محض جزوی اختلاف رائے جو ہر حال میں ناگزیر ہوتا ہے۔ ان حضرات کی نگاہوں میں ذرہ برابر قابل وقعت و اہمیت نہ تھا اور باہمی تعلق و مودت کے کسی حال میں منافی نہ تھا بعد میں فتنہ پردازوں نے اپنی ذاتی اغراض کی خاطر اس کو مذہبی رنگ دے کر نمایاں کیا اور اپنا اقتدار حاصل کرنے کے لئے اور مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کے لئے معمولی باتوں کو اہمیت دے کر اس قدر اچھالا جو خود اسلام اور مسلمانوں کے لئے باعث ننگ و عار ہیں اور ان اکابر صحابہ کرام کی عظمت شان پر بدنما داغ ہیں جن سے اسلام بھی بری ہے اور ان حضرات کا دامن بھی پاک و صاف ہے۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

[illegible]ی ہو یا اجتماعی۔ ان حضرات کے لمحات زندگی ہر ایک کے لئے درس "کردار، حسن اخلاق، حسن معاشرت اور حسن معاملات کا بہترین

سبق دیتے ہیں۔ اور اسی جانب متوجہ کرنا مقصود ہے۔ والسّلام

محمد احتشام الحسن غفرلہ

کاندھلہ ضلع مظفرنگر ۲ ذی القعدہ ۱۳۷۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علیؓ کے مناقب حضرت ابوبکرؓ کی زبانی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اکثر حضرت علیؓ کے چہرے کو دیکھا کرتے تھے میں نے عرض کیا" ابا" آپ اکثر علی کے چہرے کو کیوں دیکھتے ہیں ؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا" بیٹی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے"

حضرت حبشی بن جنادہؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ فرمایا ہو اسے کھڑے ہو کر بیان کرے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ اے خلیفہ رسول اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین مٹھی کھجور دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور فرمایا، ابوالحسن یہ شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین مٹھی کھجور کا وعدہ فرمایا تھا تم اس کو تین مٹھی کھجور دے دو۔

حبشی کہتے ہیں جب حضرت علیؓ اس کو کھجوریں دے چکے تو آپ نے فرمایا ان کو شمار کرو تو ہر مٹھی میں بلا کم و بیش ساٹھ کھجور آئیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا صدق اللہ و رسولہٗ (اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا)

ہجرت کی شب جب ہم غار سے نکل رہے تھے اور مدینہ کا ارادہ تھا " ابوبکر میرا اور علی کا ہاتھ شمار میں برابر ہے"

حضرت زید بن شیغ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ م

علیہ وسلم کو دیکھا حضور اقدس نے خیمہ نصب کرایا اور عربی کمان سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔
اس وقت خیمہ میں حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا اے گروہ
مسلمین جو شخص ان اہل خیمہ سے صلح رکھے میں اس کے حق میں صلح مجسم ہوں اور جو ان سے لڑائی کرے
میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کا دوست ہوں۔ ان سے وہ شخص
محبت رکھتا ہے جو نیک بخت اور نیک ذات ہے اور بدبخت بدذات ان سے بغض رکھتا ہے۔

ایک شخص نے دریافت کیا، کیا زید تم نے خود حضرت ابوبکر سے سنا؟ حضرت زید نے فرمایا
ہاں رب کعبہ کی قسم۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ روز بعد
حضرت ابوبکر اور حضرت علی قبر مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ حجرہ شریف پر پہنچ کر حضرت
علی نے حضرت ابوبکر سے کہا: "خلیفہ رسول اللہ آپ پہلے اندر داخل ہوں" حضرت ابوبکر نے فرمایا
میں اس شخص سے پیش قدمی نہیں کر سکتا جس کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
آپ نے ارشاد فرمایا علی کو میرے ساتھ وہ تقرب حاصل ہے جو مجھے بارگاہ رب العزت میں حاصل ہے۔

حضرت علی روئے اور فرمایا میں اس شخص سے سبقت نہیں کر سکتا جس کے متعلق میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ابوبکر کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں جس
نے میری تکذیب نہ کی ہو۔ اور ابوبکر کے علاوہ ہر ایک کے دروازہ پر صبح کے وقت ایک قسم کی
ظلمت ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر نے حضرت علی سے دریافت کیا کیا تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے؟

حضرت علی نے جواب دیا میں نے اپنے چچا زاد بھائی سے سنا ہے پھر حضرت ابوبکر نے حضرت

علی کا ہاتھ پکڑا اور دونوں ایک ساتھ حجرہ شریف میں داخل ہو گئے۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے مروی ہے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابوبکر حضرت علی کو دیکھ کر مسکرائے۔

حضرت علی نے دریافت کیا آپ مجھے دیکھ کر کیوں مسکرائے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تمہارے اجازت نامہ کے بغیر کوئی شخص پل صراط سے نہ گذر سکے گا۔

حضرت قیس کہتے ہیں یہ سن کر حضرت علی مسکرائے اور فرمایا ابوبکر میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ صرف اس شخص کو اجازت نامہ دوں جو تمھیں محبوب رکھتا ہو۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام آپ کے گرداگرد جمع تھے کہ حضرت علی سامنے سے آئے سلام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے ہو کر صحابہ کے چہروں کو دیکھنے لگے کہ کون ان کو جگہ دیتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب بیٹھے تھے آپ نے تھوڑا سا سرک کر فرمایا ابوالحسن اس جگہ بیٹھ جاؤ اور حضرت علی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے، پھر ارشاد فرمایا ابوبکر صاحب کمال کی فضیلت کو کمال والا ہی پہچانتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے مناقب حضرت علیؓ کی زبانی

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں مجھ سے اور ابوبکر صدیقؓ سے ارشاد فرمایا تم میں سے ایک کی دائیں جانب حضرت جبرائیلؑ اور دوسرے کی دائیں جانب حضرت میکائیلؑ ہیں۔ اور حضرت اسرافیلؑ ایک جلیل القدر فرشتے ہیں جو جہاد میں شریک ہوتے ہیں اور صف قتال میں شامل رہتے ہیں۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟

حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا "ابوبکر صدیق" اسی روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا لقب "صدیق" رکھدیا۔

ابویحییٰ حکم بن سعد کہتے ہیں میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نبی کے ذریعہ حضرت ابوبکر کا لقب "صدیق" رکھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آیت وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ (اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی سچائی کو مانا) میں سچ لانے والے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور آپ کی سچائی ماننے والے سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔

حضرت نزال بن سبرہ ہلالی کہتے ہیں کہ ہم نے ایک روز حضرت علی کو ہشاش بشاش پاکر عرض کیا کہ امیر المومنین اپنے اصحاب کے واقعات بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب (ساتھی) میرے بھی اصحاب ہیں۔

ہم نے عرض کیا اپنے مخصوص دوستوں کے واقعات بیان کیجئے۔

آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحابی میرا خصوصی دوست تھا۔
ہم نے مکرر عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حالات بیان کیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ تم میرے سے نام لے کر دریافت کرو۔
ہم نے عرض کیا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات بیان فرمایئے۔
آپ نے فرمایا یہ وہ ہستی ہیں جن کا حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی صدیق لقب رکھا۔ اور نماز کی امامت کے لئے رسول اللہ کا نائب بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہماری دینی امامت کے لئے پسند فرمایا اسی لئے ہم نے ان کو اپنی دینوی امامت کے لئے منتخب کرلیا۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو جعرانہ ادا کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا جب ہم موضع عرج پہنچے اور آپ کو صبح کی نماز کی اطلاع دی گئی۔ آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے۔ اچانک حضرت کے پیچھے سے اونٹنی کی آواز سنائی دی آپ نماز پڑھانے سے رک گئے اور فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کا ارادہ ہوگیا ہو اور آپ تشریف لا رہے ہوں تو پھر ہم آپ ہی کے ہمراہ نماز ادا کریں گے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت علی پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر نے ان سے دریافت کیا تم امیر بنا کر بھیجے گئے ہو یا محض قاصد ہو۔
حضرت علی نے فرمایا امیر نہیں بلکہ قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات براءت دے کر مجھے بھیجا ہے تاکہ مواقف حج میں لوگوں کو پڑھ کر سنا دوں۔ ہم مکہ مکرمہ

پہنچے جب چھٹی ذی الحجہ ہوئی تو حضرت ابوبکر نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا جس میں احکام حج بیان فرمائے جب آپ خطبہ سے فارغ ہوگئے تو حضرت علی کھڑے ہوئے اور سورۂ براءت آخر تک سنائی۔ پھر جب ہم دسویں ذی الحجہ کو عرفات سے منی واپس آئے تو حضرت ابوبکر نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا جس میں طواف افاضہ اور قربانی وغیرہ کے احکام بیان کئے پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور سورۂ براءۃ اخیر تک سنائی۔ گیارھویں تاریخ کو حضرت ابوبکر نے پھر خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت علی نے کھڑے ہوکر سورۂ براءۃ سنائی۔

مروی ہے کہ جب دونوں حضرات مدینہ منورہ واپس پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سراسر خیر ہے تم غار میں میرے ساتھی تھے اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہوگے۔ لیکن براءت میں خود پہنچا سکتا ہوں یا پھر میری طرف سے میرا کوئی قریبی رشتہ دار (اسی لئے حضرت علی کو بھیجنے کی ضرورت پیش آئی)

(ف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو روانہ کرنے کے بعد پھر ایک دم حضرت علی کو بھیجا اس پر حضرت ابوبکر صدیق کو خیال ہوا کہ شاید بارگاہ رسالت میں میری کوئی بات ناپسند آئی، جس کی بناء پر حضرت علی کو بھیجا گیا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سے ادنیٰ بے التفاتی بھی کسی صحابی کو گوارا نہ تھی اس لئے آپ نے اپنے معاملہ کی صفائی چاہی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تسلی اور تشفی کے لئے آپ کے چند مناقب بیان فرمائے اور حضرت علی کو بھیجنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ قریش مکہ کے دستور کے موافق اپنے کئے ہوئے معاہدہ کو میں خود فسخ کرسکتا ہوں یا میری طرف سے میرا قریب ترین رشتہ دار فسخ کرسکتا ہے۔ اس مجبوری کی بناء پر حضرت علی کو بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔

ے یعنی فسخ معاہدہ ۱۲

حضرت علیؓ کی جانب سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی تصدیق اور تصویب

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا خدائے پاک کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ اچانک وفات ہوئی اور نہ آپ مقتول ہوتے بلکہ آپ چند شب و روز بیمار رہے موذن روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور نماز کی اطلاع کرتا تھا اور آپ اس کو حکم فرماتے کہ ابوبکر کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ نماز پڑھائیں آپ نے مجھ سے نماز نہیں پڑھوائی حالانکہ میں وہاں موجود ہوتا تھا اور آپ کو میری موجودگی کا علم بھی ہوتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے متعلق کوئی عہد ہوتا تو کسی تیم زادے اور خطاب زادے کی یہ مجال نہ تھی کہ منبر نبوی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھ سکے۔ میں بزور شمشیر اس سے جہاد کرتا (اور اپنا حق حاصل کرتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو ہماری یہ سمجھ میں آیا کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی اصلی بنیاد ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو ہمارے دین کی امامت کا حکم فرمایا تھا اسی کو ہم نے اپنی دنیوی قیادت کے لئے منتخب کر لیا اور حضرت ابوبکر صدیق کو اپنا امیر بنا لیا جب انہوں نے جہاد کا اعلان کیا ہم نے ان کے حکم پر جہاد کیا اور جو انہوں نے عطا کیا اس کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کے حکم سے حدود اللہ قائم کیں کبھی کوئی اختلاف نہ ہوا اور باہم ہمیشہ متفق اور متحد رہے مختصر یہ کہ اب کوئی ہمارے متعلق کسی قسم کی برائی اور گمراہی کو نہ پھیلائے۔

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں جس روز حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کی گئی حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے اور فرمایا لوگو جس شخص کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھایا ہو

اب کون اس کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے خلافت صدیق کی تائید میں ایسی مستحکم دلیل بیان کی جو کسی کے بھی ذہن میں نہ تھی۔

(ف) حضرت علی مرتضیٰ کے استدلال کا منشا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق کو نماز کی امامت کے لئے مامور فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ دیگر تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں اور افضل کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو امیر بنانا درست نہیں۔ لہٰذا حضرت ابوبکر کی موجودگی میں کسی کی امارت جائز نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابوبکر کا فسخ بیعت کا اعلان اور حضرت علی کا انکار

حضرت ابوالجحاف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق سے خلافت کی بیعت کی گئی اور حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے رفقا سمیت بیعت کر لی تو حضرت ابوبکر صدیق تین مرتبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر کسی کو ناپسند ہو تو میں تمہاری بیعت فسخ کرتا ہوں۔ ہر دفعہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پہلے کھڑے ہوئے اور فرماتے خدائے پاک کی قسم نہ ہم آپ سے فسخ بیعت کرتے ہیں اور نہ کبھی اس کی خواہش کریں گے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھایا ہے اب کون آپ کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔

حضرت علی کے فضائل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبانی

حضرت شعبی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت علی کے چہرہ پر

نظر ڈالی اور فرمایا اگر ایسے شخص کو دیکھنا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب ہو اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہوں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہو تو وہ انہیں دیکھ لے" اور حضرت کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت علی نے فرمایا اگرچہ حضرت ابوبکر نے ایسا فرمایا لیکن وہ مخلوق خدا پر سب سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں اور عشق الٰہی میں سرد آہ کرنے والے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہر قسم کی مشقت برداشت کی اور حضور پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا آپ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنے مال میں سے خرچ کرتے تھے اور سب سے زیادہ بارگاہ رسالت میں مقرب تھے۔

علی بن قادم فرماتے ہیں جو شخص صحابہ سے اس کے خلاف بیان کرے وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبہ میں سے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدّیق کے فضائل حضرت علی کی زبانی

ابن اذینہ کہتے ہیں کہ میں جب کوفہ گیا تو حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا امیر المومنین مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا جو وہ آپ کو حضرت ابوبکر سے گھٹاتے ہیں حالانکہ آپ سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور آپ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں اور آپ کے مناقب بھی سب سے زیادہ ملے۔

حضرت علی تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے ایک دم سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا اگر تو قریشی ہے تو شاید بنو عائذ کے کنبے میں سے ہے اور میرا خیال ہے کہ تو ذوالکار رشتہ دار ہے۔

میں نے جواب دیا "ہاں"

حضرت علی نے فرمایا اگر مومن حق تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی قتل کر دیتا۔ کم بخت ابوبکر مجھ سے چار باتوں میں بڑھے ہوئے تھے جن کو میں نہیں پا سکا اور نہ ان کے عوض کوئی اور شے پا سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ ہجرت اور نماز کی رفاقت اور نماز کی امامت اور اسلام کی اشاعت، ان سب امور میں حضرت ابوبکر مجھ سے سبقت لے گئے حضرت ابوبکر ہمیشہ میرے اور مشرکین کے درمیان حائل رہتے اور سپر کا کام دیتے وہ کھلم کھلا دین کو ظاہر کرتے تھے اور میں اس وقت اپنے دین کو چھپاتا تھا قریش مجھے حقیر سمجھتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔

اگر حضرت ابوبکر لشکر کشی اور مرتدین کی سرکوبی سے درگزر کرتے تو ہمیشہ پیچیدگیاں پڑی رہتیں اور لوگ اصحاب طالوت کی طرح بے غیرت و بے حمیت ہو جاتے حق تعالےٰ ابوبکر پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو میرا اسلام پہنچائے۔

پھر فرمایا۔ کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر پر فوقیت نہ دے ورنہ میں اس کو سزا دوں گا اور اس پر مفتری کی حد جاری کروں گا۔

حضرت محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

حضرت علی نے فرمایا بیٹا حضرت ابوبکر صدیق ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت ان کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسی رات کو حضرت ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور میں آپ کی چادر مبارک اوڑھ کر لیٹ گیا اس لئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رات کے وقت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے اور عرض کیا کفار آپ کے ساتھ دغا اور فریب کر رہے ہیں تاکہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے جو لوگ برے ارادہ سے باہر کھڑے تھے انہوں نے آپ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ	اور ہم نے ان کے سامنے اور پیچھے
سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا	ایک ایک پردہ ڈال دیا۔ پس
فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا	ڈھانک لیا ہم نے ان کو تاکہ وہ دیکھ
يُبْصِرُوْنَ ٥	نہ سکیں۔

ایک مٹھی خاک پر دم کی اور ان کی طرف پھینک دی جس سے حق تعالیٰ نے ان کو اندھا اور بہرا کر دیا۔ پھر آپ حضرت ابوبکر کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ابوبکر مجھے ہجرت کا حکم ہوگیا ہے۔ اور حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر آپ سے آگے آگے چلتے اور زمین سے کانٹوں کو ہٹا کر راستہ صاف کرتے جاتے اسی طرح ایک غار پر پہنچ گئے۔

حضرت ابوبکر نے چلنے سے پہلے حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماء کو کچھ دراہم دے کر فرمایا ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کر لینا اور چونکہ آپ کو گوشت مرغوب ہے اس لئے گوشت روٹی پکانا اور اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے تو کہہ دینا میں عورت ذات ہوں اور اپنے کام میں مشغول ہوں۔

غار پر پہنچ کر حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ذرا ٹھہر جائیے اور خود غار میں جا کر اس کو صاف کیا اور اس خیال سے کوئی موذی چیز حضور کو ایذا نہ پہنچائے جو سوراخ نظر پڑا اس میں

انگلی ڈال کر دیکھی ایک بڑا بھٹ تھا آپ نے اپنا پیر اس میں داخل کر دیا جو ران تک اندر چلا گیا پھر باہر نکالا اور عرض کیا یا رسول اللہ تشریف لائیے میں نے آپ کے لئے جگہ صاف کر دی اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ آپ کے محافظ اور نگہبان ہیں۔

کفار قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاک میں تھے کہ شیطان آیا اور ان سے کہا تم کس کام میں ہو میں بھی تمہارا ساتھی ہوں۔ انہوں نے کہا ہم محمد کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ کہہ کر وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ کو دیکھنے لگے تو وہاں آپ کے بجائے علی بن ابی طالب کو آپ کی چادر اوڑھے ہوئے پایا۔

اس وقت جب رسول اللہ تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بدحواس بنا دیا تھا پس علیؓ اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہ کے جاں نثار فدائی ہیں۔

جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں آپ کی جگہ حضرت علیؓ کو پایا تو کہا آج اس جھوٹے شخص نے ہمیں خوب دھوکا دیا اور اس کا جادو ظاہر ہو گیا۔ شیطان نے ان سے کہا محمد ابھی ابھی باہر چلے گئے اور وہ سب آپ کے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے وہاں حضرت اسماء گوشت پکا رہی تھیں اور انھوں نے چراغ کو نکال کر باہر رکھ دیا تاکہ سالن کی بو محسوس نہ ہو۔

وہ سب حضرت اسماء کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کیا تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے؟

حضرت اسماء نے جواب دیا میں عورت ذات ہوں اور اپنے کام میں مشغول ہوں۔ اس پر وہ لوگ وہاں سے چل دیئے اور جستجو کرتے کرتے غار تک پہنچ گئے وہاں حق تعالیٰ نے ان دونوں کے نشانات قدم کو چھپا دیا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قدموں کے نشانات کا پتہ نہ چلا حتیٰ کہ ایک شخص غار پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ اس وقت حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر انہوں نے ہمیں نہیں دیکھا اگر دیکھ لیتے تو یہ شخص

اس طرح ہمارے سامنے بیٹھ کر پیشاب نہ کرتا۔ پھر وہ لوگ وہاں سے منتشر ہوگئے۔ اور دونوں حضرات نے غار میں رات گذاری۔ حضرت ابوبکر کے ایک سانپ نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے یہ رات سخت بے چینی سے بسر کی صبح کو تمام بدن پر ورم تھا اور حالت نازک تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ابوبکر یہ کیا ہوا؟

حضرت ابوبکر نے عرض کیا "یا رسول اللہ سانپ نے کاٹ لیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے اسی وقت مجھے کیوں نہ خبر کی۔

حضرت ابوبکر نے عرض کیا آپ کی نیند کو خراب کرنا گوارا نہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر کے بدن پر پھیرا جس سے ان کی ساری تکلیف جاتی رہی اور بالکل خوش وخرم اور تن درست وتوانا ہوگئے۔

حضرت ابوبکر کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت ابوبکر نے اشارہ سے ان کو بلایا اور کہا بیٹا اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا ہوا آئے تو کہ دینا مجھے کیا خبر؟ اور چرواہے سے کہنا کہ بکریوں کو ایسی طرح غار پر لائے کہ ہمارا کوئی نشان وپتہ کسی پر ظاہر نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت اسماء دو روٹیاں لے جاتیں انہوں نے اپنی چادر کو پٹی کی طرح باندھ رکھا تھا جس میں ایک روٹی دائیں جانب اور ایک بائیں جانب چھپا کر لے جاتی تھیں تاکہ کسی کو ان پر شک وشبہ نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز غار میں قیام فرمایا حضرت ابوبکر صدیق نے سفر کے لئے دو اونٹوں کا انتظام کر رکھا تھا وہاں اطلاع دی گئی اور حضرت عبداللہ ایک راستہ بتانے والا[عہ] اور دونوں اونٹ لے کر پہنچ گئے۔ ۱۰۱۷۶

عہ راستہ بتانے کے لئے عامر بن فہیرہ کو ساتھ لائے جو حضرت ابوبکر کے خادم اور آزاد کردہ غلام تھے ۱۲

حضرت ابوبکر صدیق کو اپنی ذرا پروا نہ تھی۔ البتہ یہ اندیشہ تھا کہ اگر خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں نے قابو پا لیا تو دین اسلام ختم ہو جائے گا۔

اگرچہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کامل یقین حاصل نہ تھا اس اضطراب اور بے چینی کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے ارشاد فرمایا فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اسی کو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ	دوسرا دو میں سے جس وقت وہ غار میں تھے۔
إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ	جس وقت آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے
إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔	غم مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

انہی کے متعلق ارشاد ربانی ہے

فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ	پس خدا نے ان پر اطمینان نازل فرما دیا۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق اسلام لائے اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ میں علی بن ابی طالب نے نماز پڑھی۔

حضرت صلہ بن زفر کہتے ہیں کہ جب کبھی حضرت علی کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق کا تذکرہ ہوتا تو آپ فرماتے تم اس شخص کا تذکرہ کر رہے ہو جو ہر کار خیر میں دوسروں سے سبقت اور بازی لے گیا۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ہم نے جس کار خیر

میں بھی پیش قدمی کا ارادہ کیا ابوبکر اس کام کو ہم سے پہلے کر گذرتے تھے۔

حضرت علی سے مروی ہے کہ میرے باپ ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے جمع ہوئے اس وقت حضرت ابوبکر کے سوا کوئی آپ کے کام نہ آیا۔ حضرت ابوبکر تن تنہا مقابلہ کے لئے آئے اور کوشش کر کے مجمع کو ہٹاتے جاتے اور فرماتے تم بختو کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور اس پر اللہ رب العزت کی جانب سے دلائل اور براہین پیش کرتا ہے۔ خدا کی قسم یہ شخص اللہ کا رسول اور پیامبر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سر پر دو مینڈھیاں تھیں اس ہنگامہ میں ان میں سے ایک ٹوٹ گئی۔

حضرت علی نے اپنے رفقاء سے فرمایا تمھیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آل فرعون کے مومن شخص اور ابوبکر میں سے کون افضل ہے؟

اس پر سب خاموش رہے پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم حضرت ابوبکر کا ایک ایک دن مومن آل فرعون سے افضل ہے وہ ایک شخص تھا جس نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اس پر حق تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور یہ ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنا خون خرچ کیا ہے۔

حضرت محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علی نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟

ہم نے عرض کیا "امیر المومنین آپ ہی ہیں"

حضرت علی نے فرمایا میں نہیں بلکہ ابوبکر صدیق تھے اس لئے کہ جنگ بدر میں ہم نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک خیمہ نصب کیا اور باہم مشورہ ہوا کہ یہاں کسی کو حفاظت کے لئے کھڑا ہونا چاہئے تاکہ دشمن خیمہ تک نہ پہنچ سکے حضرت ابوبکر کے سوا کسی کی وہاں کھڑے ہونے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار سوت کر کھڑے ہو گئے جب کوئی مشرک آپ سے قریب آتا آپ اس پر فوراً تلوار سے حملہ کرتے۔ ایک مرتبہ کفار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس گھیر لیا اور آپ کو ستانا اور پریشان کرنا شروع کر دیا اور بار بار کہتے کیا تو نے ہی سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا۔

خدا کی قسم اس وقت ابوبکر صدیق کے علاوہ کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے نہ گیا (پھر تمام قصہ بیان کیا) حضرت عبد خیر سے مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا قرآن کریم کی خدمت کرنے والوں میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کیا ہے۔

حضرت موسیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جماعت صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں۔

حضرت ابوسفیان کا حضرت ابوبکر کی خلافت کو ناپسند کرنا اور حضرت علی کی تردید

حضرت ابوسفیان حضرت علی اور حضرت عباس کی خدمت میں گئے اور ان سے کہا اے علی اور عباس خلافت قریش کے چھوٹے اور ادنیٰ قبیلہ میں چلی گئی اب اس کا کیا حشر ہوگا؟ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو ابھی ان کے خلاف اطراف و جوانب سے پیادہ اور سوار لشکر جمع کر دوں۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اگر ہم حضرت

ابوبکر صدیق کو خلافت کا اہل نہ سمجھتے تو ہرگز ان کو خلیفہ نہ بناتے۔ ابو سفیان مسلمان وہ قوم ہے جو ایک دوسرے کی خیرخواہ اور معین ومددگار ہو۔ اگرچہ ان کے اجسام اور اوطان دور دور ہوں۔ اور منافق وہ قوم ہے جس کا شیوہ دھوکہ اور فریب ہے وہ ایک ساتھ رہ کر بھی ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں اور مکر وفریب پھیلاتے ہیں یعنی یہ بات کہ ہم ظاہر میں تو حضرت ابوبکر سے بیعت کرلیں اور دل سے اس کو ناپسند کریں۔ اسلامی تعلیمات اور مسلمان قوم کی خصوصیات کے بالکل منافی ہے یہ تو کھلا نفاق ہے اور منافقوں کی خاص علامت ہے کہ بظاہر رواداری برتی جائے اور اندرونی طور پر دھوکہ اور فریب دیا جائے۔

مرتدین وغیرہ کے بارہ میں حضرت ابوبکر کا حضرت علیؓ سے مشورہ

جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ منتخب ہوگئے تو عرب کے بعض قبیلوں نے مال زکوٰۃ بیت المال میں دینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم مال زکوٰۃ کو اپنے رشتہ داروں میں اور اپنی خواہش کے موافق خرچ کریں گے اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور اس معاملہ میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ بعض کی رائے تھی کہ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے تاکہ اسلام سے واقف ہوجائیں اور اسلام ان کے دلوں میں راسخ ہوجائے۔ بعض نے کہا ان کو اپنی حسب منشا خرچ کرنے دیجئے بعد میں آپ اس مال کو واپس لے لیں۔ حضرت ابوبکر حضرت علی کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ابوالحسن تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت علی نے فرمایا جو کچھ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے اگر آپ نے اس میں سے کچھ بھی چھوڑ دیا تو یہ طریقہ نبوی کے خلاف شمار ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا جب یہ بات ہے تو اگر انہوں نے مال زکوٰۃ کی ایک رسی

دینے سے بھی انکار کیا تو میں ان سے ضرور قتال کروں گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں والد ماجد اپنی سواری پر سوار ہو کر تلوار سونتے ہوئے ذوالقصہ عـہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ حضرت علی کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے پہنچ کر سواری کی باگ پکڑلی اور کہا کہ خلیفہ رسول اللہ کہاں کا قصد ہے؟ میں آپ سے اس وقت وہی بات عرض کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں آپ سے فرمائی تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں رکھو اور ہمیں اپنا دکھ نہ پہنچاؤ۔ خدا کی قسم اگر ہم پر آپ کی مفارقت کا صدمہ پڑا تو پھر آپ کے بعد اسلام کا نظام ہرگز قائم نہ رہ سکے گا اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

اس پر حضرت ابوبکر صدیق لوٹ آئے اور لشکر کو روانہ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق کو اطلاع دی کہ اطراف عرب میں ایک شخص عورتوں کی حرام کراتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے مشورہ کے لئے صحابہ کرام کو جمع فرمایا جن میں حضرت علی بھی تھے۔ حضرت علی نے فرمایا قوم لوط کے سوا یہ گناہ کسی سے سرزد نہیں ہوا پھر جو معاملہ حق تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا وہ سب کو معلوم ہے میرے خیال میں اس شخص کو آگ لگا دینا چاہئے۔ اسی پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوگیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق نے حکم تحریر فرمایا کہ اس شخص کو آگ میں جلا دیا جائے۔

حضرتؓ ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرتؓ علی کے تاثراتؒ

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا اور آپ کو چادر اڑھا دی گئی تو

عـہ ایک مقام کا نام ہے ۱۲

سارا مدینہ منورہ آہ وزاری سے گونج اٹھا اور وہ حالت ہوگئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ہوئی تھی حضرت علی آبدیدہ رنجیدہ انا للہ پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا آج خلافت نبوت ختم ہوگئی۔ پھر اس حجرہ پر پہنچے جہاں حضرت ابوبکر کا جنازہ رکھا ہوا تھا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے ابوبکر خدا تم پر رحمت نازل فرمائے تم رسول اللہ کے دوست اور ساتھی تھے اور آپ کے مونس وغم خوار اور معتمد علیہ تھے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی رازدار اور مشیر خاص تھے۔ تم سب سے پہلے اسلام لائے اور خلوص ایمان اور شدت یقین اور خشیہ خداوندی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ تم نے دین کی حمایت کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں۔ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی تھے اور اپنے دوستوں کے لئے سراسر خیر و برکت اور بہترین ساتھی تھے۔ تم بڑے عالی مناقب صاحب خیر بلند مرتبہ عالی حوصلہ تھے اور رشد و ہدایت اور رحمت و فضیلت میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ دربار رسالت میں تمہاری قدر و منزلت سب سے زیادہ تھی اور تم سب سے زیادہ قابل اکرام اور قابل اعتماد سمجھے جاتے تھے۔ حق تعالیٰ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے۔ اور آپ نے ایسے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب لوگ حضور کو جھٹلا رہے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپ کا لقب "صدیق" رکھ دیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے وقت میں مال خرچ کیا اور غم خواری کی جب لوگ پہلو تہی کر رہے تھے اور آپ مصائب میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے جب لوگ حضور انور کو چھوڑ بیٹھے تھے آپ نے مشکلات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خوب ساتھ دیا آپ ثانی اثنین اور رفیق غار تھے آپ ہی پر سکون و طمانیت نازل کی گئی اور آپ ہی ہجرت کے ہمراہی بتلائے گئے۔ آپ دین الٰہی اور امت محمدی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب منتخب ہوئے جب لوگ مرتد ہونے لگے آپ نے بہترین طریقہ پر فرائض خلافت انجام دیئے اور وہ کارنامے کئے جن کو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کیا۔ جب لوگ سُست ہو گئے تو آپ مستعد رہے اور جب لوگ پست ہمت ہونے لگے تو آپ خود قتال کے لئے تیار ہو گئے اور جب لوگ ضعیف ہو گئے تو آپ قوی رہے۔ آپ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کاربند رہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق تھے اور منافقوں کی کاوش اور کافروں کی ناگواری، حاسدوں کی ناراضگی فاسقوں کی ریشہ دوانی اور باغیوں کی مساعی کے باوجود نہ آپ کی خلافت میں کوئی جھگڑا ہوا اور نہ آپ خلافت سے باز رکھے گئے۔

جس وقت لوگ سُست پڑ گئے آپ چست رہے اور اہم امور انجام دئے اور جب وہ بول نہ سکتے تھے آپ گویا رہے، وہ بھٹک کر ٹھہر گئے تو آپ روشنی میں چلے انہوں نے آپ کی پیروی کی اور راہ یاب ہوئے۔

آپ پست آواز تھے مگر تلاوت قرآن اور گفتگو خوب صاف کرتے تھے۔ آپ کم گو اور راست گو تھے اور بیشتر خاموش رہتے تھے۔ آپ قدرت کلام اصابت رائے شجاعت تجربہ میں سب سے ممتاز تھے۔ خدا کی قسم آپ اس وقت بھی اسلام کے رئیس اور امیر تھے۔ جب لوگ اسلام سے پہلوتہی کر رہے تھے اور اس وقت بھی رئیس تھے جب لوگ جوق در جوق اسلام کی جانب مائل تھے آپ مومنوں کے رحیم باپ تھے جب وہ آپ کے عیال بن گئے تو آپ نے ان کا وہ بوجھ سنبھال لیا جس سے وہ عاجز ہو گئے تھے اور جو انہوں نے چھوڑ دیا تھا

اس کی حفاظت فرمائی اور جو ضائع کر دیا تھا اس کی تلافی فرمائی ان کی ذلت اور گھبراہٹ کے وقت آپ نے اہتمام کیا اور عالی ہمتی سے کام لیا اور ان کے جزع و فزع کے وقت صبر و تحمل کیا اور ان کی جنایات کا بدلہ لے لیا۔ وہ اپنی ہدایت یابی کے لئے آپ کی طرف بڑھے اور کامیاب ہوئے اور آپ کے باعث وہ حاصل کر لیا جس کا ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ آپ معاندین اسلام کے لئے سراپا قہر و غضب تھے اور مومنوں کے حق میں سرا سر رحمت و نعمت تھے۔ واللہ تمام امور میں آپ کی پرواز بہت بلند رہی اور آپ نے اہم امور میں ہمیشہ کامیابی حاصل کی اور اعلیٰ فضائل اور مناقب کو حاصل کیا۔ نہ آپ کی دلیل کبھی منقطع ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت کمزور ہوئی اور نہ کبھی آپ پر بزدلی ظاہر ہوئی نہ کسی قسم کا خوف و ہراس ہوا بلکہ آپ ہمیشہ استقلال سے پہاڑ کی طرح جمے رہے جس کو نہ آندھیاں حرکت دے سکیں اور نہ اپنی جگہ سے ہٹا سکیں۔ آپ ویسا ہی تھے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال و متاع خرچ کرنے والے تھے اور آپ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ اپنے معاملہ میں ضعیف اور حق تعالیٰ کے معاملہ میں قوی اور اپنی نگاہوں میں حقیر اور بارگاہ خداوندی میں مقرب اور لوگوں کی نگاہوں میں صاحب حشمت و شوکت۔ آپ امت محمدیہ کی بزرگ ترین ہستی تھے نہ کسی کو آپ کی شان میں طعنہ کی گنجائش اور نہ بدزبانی کا موقع اور نہ آپ کی نسبت لالچ کا گمان اور نہ کسی کی طرفداری کا وہم۔ ایک ضعیف اور ذلیل شخص آپ کے نزدیک قوی تھا جب تک آپ اس کا حق اس کو نہ دلا دیتے اور ایک قوی باعزت شخص آپ کے نزدیک ضعیف اور ذلیل تھا جب تک کہ آپ اس سے دوسرے کا حق نہ دلا دیتے۔ دور و نزدیک اس میں آپ کے نزدیک سب برابر تھے۔ آپ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ تقرب اور عزت اس شخص کو حاصل

تھی جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار اور متقی و پرہیزگار تھا۔ آپ کی شان حق گوئی اور راست بازی اور نرم خوئی تھی آپ کا فرمان حکم محکم اور حتمی فیصلہ ہوتا تھا اور آپ کا فرمان بردباری اور استواری پر اور آپ کی رائے دانائی اور پختگی پر مبنی ہوتی تھی آپ جس طرف بھی چلے راستے کھل گئے اور دشوار آسان ہوگیا۔ آپ کی بدولت باطل کی آگ بجھ گئی اور دین اعتدال پر آگیا ایمان پھر سے قوی اور مضبوط ہوگیا اور اسلام اور مسلمان از سر نو جم گئے اور حکم الٰہی غالب ہو کر رہا اور معاندین سرنگوں ہوئے۔

آپ مسلمانوں کو چھوڑ کر چل دئے جس سے وہ حیران رہ گئے آپ نے بہت جلدی کی اور اپنے پسماندگان کو سخت مشکل میں پھنسا دیا۔ آپ تو پورے طور پر فائز اور کامیاب ہوگئے۔ آپ کو کسی کی آہ و زاری کی کیا حاجت۔ آپ کا تو آسمانوں میں پرتپاک خیر مقدم ہے لیکن آپ کی مصیبت نے مسلمانوں کو ناکارہ اور سست کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

ہم حق تعالیٰ سے اس کے حکم پر راضی ہیں اور اس کا معاملہ اسی کے حوالہ کرتے ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر آپ جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوگی۔ اس لئے کہ آپ دین کے نگہبان اور دین کی عزت اور دین کے ملجا اور ماوی تھے۔ آپ مومنوں کے حق میں سایۂ عاطفت اور قلعہ مستحکم اور باران رحمت تھے اور منافقوں کے حق میں سخت اور غیض و غضب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اپنے نبی سے ملا دیا اب ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔

حضرت علی کی بات ختم ہونے تک سب لوگ خاموش رہے پھر اس قدر روئے کہ چیخیں نکلنے لگیں اور کہا رسول اللہ کے داماد تم نے جو کچھ فرمایا بالکل سچ اور حق فرمایا۔

وہ احادیث جن کو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کیا

اسماء بن حکم فزاری سے مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو حق تعالیٰ مجھے اس سے نفع پہنچاتے اور جب کوئی دوسرا شخص مجھ سے حدیث رسول بیان کرتا تو میں اول اس سے قسم لیتا جب وہ قسم کھا لیتا تب میں اس کو سچ سمجھتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے حدیث بیان کی اور حضرت ابوبکر سچے تھے (لہٰذا ان سے قسم لینے کی ضرورت نہ تھی)

حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ و استغفار کرے تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے دفن کرنے میں صحابہ کرام کی مختلف رائے تھی بعض نے بقیع کی رائے دی بعض نے موضع جنائز پسند کیا اور بعض نے صحابہ کے قبرستان کا مشورہ دیا۔ اسی دوران میں حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے اور فرمایا ہٹ جاؤ نبی کے روبرو موت و حیات دونوں حالت میں بلند آواز سے گفتگو نہ کرنی چاہئے۔

حضرت علی نے فرمایا حضرت ابوبکر اپنے معمولات میں قابل اعتماد ہیں۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ جس جگہ نبی کا وصال ہوتا ہے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔

(ف) چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کا خلیفہ ہونا

تقدیر الٰہی میں لکھا جا چکا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے مناسب احکام خاص طور پر ان کو بتلا دئے تھے۔ نبی کا کسی مقام پر وصال ہونا یہ گویا حق تعالیٰ کی جانب سے اس مقام کا نبی کی آرام گاہ کے لئے انتخاب ہے پس جس جگہ نبی کا وصال ہو وہی اس کا مدفن اور آرام گاہ بنے گی۔ اس قاعدہ کلیہ سے حضرت یوسف علیہ السّلام مستثنیٰ ہیں ان کا وصال مصر میں ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی وصیت کے مطابق ان کے تابوت کو فلسطین لے جا کر دفن فرمایا۔ اور اس استثناء کی وجہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی بارگاہ الٰہی میں یہ تمنا اور التجا تھی کہ ان کی آخری آرام گاہ ان کے وطن میں ہو جہاں دیگر انبیاء بنی اسرائیل آرام فرما ہیں۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ابوبکر جب لوگوں کو دنیا کی طرف جھپٹتے ہوتے دیکھو تو تم آخرت کو مقدم رکھنا۔ اور آبادی اور ویرانہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمھیں نہ بھولیں گے۔ اور کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھنا کیونکہ ادنیٰ مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعظمت و حرمت ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کے حق میں ایسا ہے جیسا آگ کے حق میں پانی (یعنی جیسا پانی ڈال دینے کے بعد آگ کے تمام اثرات ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح درود شریف پڑھنے کے بعد گناہوں کے سارے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔) اور بارگاہ نبوی میں سلام بھیجنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام نفوس سے افضل ہے۔

حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا تذکرہ

حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں آئیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک مجھے ہبہ فرما دیا تھا لہٰذا وہ مجھے دے دیجیے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا صاحبزادی تم سچ کہتی ہو مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اس باغ کی آمدنی سے تمہارا روزینہ دے کر باقی کو فقیروں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرماتے تھے تم اسے لے کر کیا کرو گی؟

حضرت فاطمہ نے فرمایا جس طرح میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اسی طرح میں بھی کروں گی۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ اس کی آمدنی اسی طرح خرچ کروں گا جس طرح تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا قسم کھاؤ کہ ایسا ہی کرو گے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی کروں گا۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا "اے اللہ تو گواہ رہ"

پھر ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق اس باغ کی آمدنی سے اہل بیت کرام کے اخراجات دے کر باقی فقیروں اور مسکینوں اور مسافروں پر تقسیم کر دیتے تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروق بھی ایسا ہی کرتے رہے۔ پھر حضرت علی نے بھی اپنے دور خلافت میں ایسا ہی کیا حضرت علی سے کسی نے اس بارہ میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا جس کام کو ابوبکر اور عمر کرتے تھے اس کا خلاف کرتے

ہوئے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔

حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں تشریف لے گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ کا مطالبہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا میرے ماں باپ تم پر اور تمھارے والد پر قربان ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ مال و سامان ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

(ف) حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کی وراثت نہ ہوتے میں چند منافع ہیں۔ اوّل یہ کہ نبی کی ذاتِ گرامی پر کسی کو دنیا طلبی اور جمع مال کا شک و شبہ نہ ہو جو اس کی گمراہی اور تباہی کا باعث بنے۔ دوسرے یہ کہ نبی کے رشتہ داروں کے دل میں کبھی یہ وسوسہ آئے کہ نبی کے بعد یہ مال و متاع ہمارا ہوگا۔ یہ خیال گویا نبی کی وفات کی خواہش ہے جو موجب ہلاکت و بربادی ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی اپنی ساری امت کے لئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے اور امت نبی کی اولاد ہوتی ہے اور یہ روحانی تعلق تمام مادی تعلقات پر غالب ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی کے ورثہ کی حق دار ساری امت ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں تشریف لائیں اور فرمایا۔ خلیفہ رسول اللہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں یا رسول اللہ کے اہل بیت؟

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا میں وارث نہیں بلکہ اہل بیت وارث ہیں۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا پھر خمس کا کیا معاملہ ہے؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی نبی کو کچھ مال دیتے ہیں تو نبی کے وصال کے بعد وہ مال بعد والوں کا ہوتا ہے اب جب

میں خلیفہ ہوا تو خیال ہوا کہ اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تم زیادہ واقف حال ہو۔ اور واپس تشریف لے گئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ کا حضرت علی کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تو فرمایا میری لاڈلی بیٹی میری انکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ کا اچھی طرح بناؤ سنگار کرو اور خوشبو خوب لگاؤ اور مینڈھی لگانا نہ بھول جانا۔

حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا میرے بعد ایک جماعت ظاہر ہوگی جن کو روافض کہیں گے جس جگہ تم ان کو پاؤ قتل کر دینا۔ یہ لوگ مشرک ہیں اور ان کی علامت یہ ہے کہ وہ ابوبکر و عمر کو گالیاں دیں گے۔

حضرت فاطمہ زہرا جب بیمار ہوئیں اور مرض بڑھ گیا تو حضرت ابوبکر صدیق ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔

حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق دروازہ پر کھڑے ہیں اگر تم چاہو تو ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو حضرت فاطمہ نے حضرت علی سے دریافت کیا کیا یہ بات تمھیں پسند ہے؟ حضرت علی نے فرمایا "ہاں"

پس حضرت ابوبکر صدیق گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ سے گفتگو کی اور معذرت چاہی پھر حضرت فاطمہ ان سے راضی ہوگئیں۔

حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مغرب و عشا کے درمیان انتقال فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام

وغیرہم حضرات جنازہ پر حاضر ہوئے جب جنازہ نماز کے لئے رکھا گیا تو حضرت علی نے فرمایا، ابوبکر آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا کیا تمھاری موجودگی میں میں آگے بڑھوں؟

حضرت علی نے فرمایا ہاں خدا کی قسم آپ کے ہوتے ہوئے کوئی اور نماز نہ پڑھائے گا۔

پس حضرت ابوبکر صدیق آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو رات ہی میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں کہیں۔

حضرت امام حسن رض اور امام حسین رض کے مناقب حضرت ابوبکر رض کی زبانی

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسن و حسین کے متعلق ارشاد فرمایا یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ف) بعض روایات میں ہے کہ اہل جنت سب کے سب نوجوان اور ہم عمر ہوں گے پس ارشاد نبوی کے یہ معنی ہوئے کہ انبیاء و مرسلین اور خلفاء راشدین کے علاوہ جن کی افضلیت یقینی اور واضح ہے۔ یہ دونوں حضرات باقی تمام اہل جنت کے سردار اور سرتاج ہوں گے۔

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں تھے کہ حضرت حسن یا حسین آئے اور کود کر آپ کی پشت پر بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکڑا اور آہستہ سے اتار کر سامنے بٹھا دیا میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا دیکھا ہے اور میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے اور ان کو اپنے کندھے پر بٹھایا کرتے تھے۔

حضرت عقبہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ مسجد سے واپس ہو رہے تھے اور آپ میرے اور حضرت علی کے درمیان تھے کہ راستے میں کچھ بچے کھیل رہے تھے جن میں حسن بن علی بھی تھے حضرت ابوبکر نے ان کو پکڑا اور گود میں اٹھا لیا اور فرمانے لگے میرے باپ تم پر قربان ہوں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی کے مشابہ نہیں ہو۔

حضرت علی یہ سن کر ہنسنے لگے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق منبر نبوی پر تشریف فرما تھے کہ حضرت حسن آئے اور کہا میرے والد کی جگہ سے اترو۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا بے شک خدا کی قسم یہ تمہارے والد ماجد کی جگہ ہے میرے باپ کی جگہ نہیں۔ یہ کہہ کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور رونے لگے۔

حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم یہ میرے اشارہ سے نہیں ہوا حضرت ابوبکر نے فرمایا، واللہ میں آپ کو متہم نہیں کرتا۔

حضرت ابوبکر کا وصال اور حضرت عمر کی خلافت

معیقیب بن ابی فاطمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے نفقات پر ملازم تھا۔ آپ جب مرض موت میں مبتلا ہوتے تو میں حاضر خدمت ہوا وہاں ایک صحابی کو آپ کے پاس تنہائی میں بیٹھے ہوئے پایا جو حضرت عمر کی خلافت کے متعلق اختلاف کر رہا تھا۔ میں نے

اس وقت لوٹنا چاہا لیکن جب آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا تو میں بیٹھ گیا اتنے میں ان کی باہمی گفتگو زور سے ہونے لگی اور حضرت ابوبکر نے غصہ سے فرمایا خدا کی قسم یہ کام بغیر سوچے وسمجھے نہیں کیا گیا بلکہ عمر تمہارے لئے تم سے بہتر ہیں اور تم اپنے لئے سراسر شر و فساد ہو۔ واللہ اگر میں تجھے حاکم بنا دوں تو تو اپنی ناک کو گدی کے پیچھے لگالے (یعنی حق سے اعراض کرکے باطل کی طرف متوجہ ہو جائے اور اپنی حیثیت سے زیادہ اپنے کو اونچا سمجھنے لگے) تو میرے پاس آنکھیں ملتا ہوا اس لئے آیا ہے کہ مجھے میری رائے سے باز رکھے اور میرے دین میں رخنہ ڈالے خدا تجھے کھڑا ہونے کی بھی توفیق نہ دے واللہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ تو نے عمر کی تحقیر یا بدگوئی کی تو تجھے شہر بدر کرکے تنگ چراگاہوں میں بھیج دوں گا جہاں چرو گے اور سیر نہ ہو گے۔ پانی پیو گے اور سیراب نہ ہو گے۔ اسی پر وہ شخص اٹھ کر چلا گیا پھر میں نے آپ کے قریب ہو کر سلام کیا اور کیفیت مزاج دریافت کی آپ نے سلام کا جواب دیا اور مزاج کی کیفیت بیان فرمائی اتنے میں اطلاع دی گئی کہ دروازہ پر حضرت عثمان اور حضرت علی حاضر ہیں۔ میرا خیال تھا کہ آپ ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دیں گے مگر آپ نے اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے سلام کیا اور مزاج پرسی فرمائی آپ نے سلام کا جواب دیا اور کیفیت مزاج بیان فرمائی پھر فرمایا شاید تم بھی عمر کے متعلق وہی کہو گے جو فلاں شخص ابھی کہہ گیا ہے۔

انہوں نے عرض کیا خلیفہ رسول اللہ وہ شخص کیا کہہ گیا؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا اس کے خیال میں عمر ادنیٰ گھرانے کا آدمی ہے اور بعد میں اسلام لایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت کم فائدہ پہنچا ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا خدا کی قسم اس نے بہت نازیبا کہا۔ اے خلیفہ رسول اللہ عمر ویسے ہی ہیں جیسا آپ چاہتے ہیں اور آپ کی منشا کے مطابق ہیں علاوہ ازیں وہ نہایت جری اور قوی ہیں

اور مومنین سابقین سے ہیں۔

حضرت علی نے فرمایا اس شخص نے جھوٹ بولا اور بہت سخت کہا۔ اگر آپ نے عمر کو خلیفہ بنا دیا تو وہ آپ کے خیال اور منشا کے مطابق نکلیں گے پھر وہ آپ کے ساتھ کام بھی کر چکے، آپ ان کی رائے پر چلتے تھے اور اس کو قبول کرتے تھے آپ کا جو ارادہ ہو کر گزرئیے اور لوگوں کے کہنے سننے کی پروا نہ کیجئے۔ اگر عمر آپ کے گمان کے مطابق نکلے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا تو آپ کا مقصد پورا ہو گیا اور اگر خدانخواستہ آپ کے گمان کے برعکس نکلے تو مقصد خیر ہی تھا۔ پھر وہ دونوں حضرات تشریف لے گئے اور آپ نے مجھ سے فرمایا معیقیب قریب ہو جاؤ اور بتلاؤ لوگ عمر کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ کچھ لوگ ان کو پسند کرتے ہیں اور کچھ ناپسند کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ زائد کون ہیں؟

میں نے عرض کیا ناپسند کرنے والے۔

یہ سن کر فرط غم سے خاموش ہو گئے میں اپنی اس زیادتی پر بہت پشیمان ہوا اور سوچ میں رہا کہ اس کی تلافی کس طرح کروں اس لئے کہ حضرت عمرؓ میرے خصوصی دوستوں میں سے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ کے دروازہ پر حاضر ہونے کی اطلاع دی گئی آپ نے ان کو اندر بلایا حضرت عمرؓ نے آکر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا پھر حضرت عمرؓ نے مزاج پرسی کی آپ نے مزاج کی کیفیت بیان فرمائی اور فرمایا عمر بعض لوگ تمہیں پسند کرتے ہیں اور بعض ناپسند اور اکثر شر ہی لوگوں کو پسندیدہ ہوتی ہے اور خیر ناگوار گزرتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ اس منصب خلافت کو مجھ سے علیحدہ

کیجئے مجھے اس کی حاجت نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا لیکن خلافت کو تمہاری ضرورت ہے۔ اگر تمہارے سے کسی کی حق تلفی ہو جائے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ کو اپنے منہ سے جدا رکھنا (یعنی کھانا نہ کھانا) جب تک کہ حق دار کا پیٹ نہ بھر جائے اور اس کا حق اس تک نہ پہنچ جائے۔ اگر ذاتی ضروریات تمہیں لوگوں کے مال میں شریک ہونے پر مجبور کر دیں تو اپنا روزینہ مقرر کر لینا لیکن اپنے کو ترجیح نہ دینا۔ اور کبھی مال جمع نہ کرنا۔ مال آنکھوں کو بھلا لگتا ہے اور دل اس طرف مائل ہوتا ہے امیر کا مال جمع کرنا اس کے خون کو بہا دیتا ہے اور اس کو ہلاک کر دیتا ہے اور اس کے دین کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ کے لئے گھبرانے اور مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ آپ کے لئے بہترین دن وہ ہو گا جب اللہ رب العزت سے ملاقات ہو گی۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا میری بھی یہی تمنا ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اسی مرض میں پوری ہو گی، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خواب دیکھا تھا کہ مجھ پر تین دفعہ غشی طاری ہوئی اور تیسری دفعہ قے ہو کر سب کھانا نکل گیا۔ اس کے بعد میں دو مرتبہ بیمار ہو چکا اور یہ تیسری مرتبہ ہے بس اب میں جلد ہی جانے والا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے فرمایا معیقیبؓ ہمارا اور تمہارا کیا حساب ہے؟ میں نے عرض کیا میرے آپ کے ذمہ پچیس درہم نکلتے ہیں اور آپ آج سبکدوش ہیں۔

آپ نے فرمایا ٹھیر و جلدی نہ کرو کیوں دنیا کو ہماری ساتھ کرتے ہو۔ پھر فرمایا میرے

خیال میں یہ ہمارا اور تمہارا آخری معاملہ ہے۔ یہ سن کر میں رونے لگا۔

آپ نے فرمایا رو مت مجھے امید ہے کہ میں خیر کی طرف جاؤں گا اور ہمیشہ خیر میں رہوں گا۔

پھر حضرت بریرہؓ سے فرمایا کہ عائشہ کے پاس سے پچیس درہم لے آؤ۔ وہ دراہم لے آئی اور میں نے ان کو لے لیا۔ اس کو تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا بیشک آپ خیر کی طرف چلے گئے اور ہمیشہ خیر میں رہیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب بیمار ہوئے تو آپ گھر کی ایک کھڑکی میں سے لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تمہارے سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں کیا تم اس پر راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا "خلیفہ رسول اللہ" ہم راضی ہیں۔ پھر حضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ ہم عمرؓ بن الخطاب کے علاوہ کسی دوسرے سے راضی نہیں۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے (حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور امت محمدیہ کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے)

اس وقت آپ نے صحابہ کے پاس قاصد بھیجا اور بیس منتخب چیدہ صحابہ کو بلایا۔ دس مہاجرین اولیں میں سے جن میں حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر وغیرہ وغیرہ عمائدین قریش تھے اور انصار میں سے حضرت سعد بن مالکؓ اور حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ اور حضرت سعد بن عبادۃ وغیرہ وغیرہ سرداران انصار تھے۔ یہ سب حضرات صحابہ کرام جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت آپ کو ایک چادر اڑھا رکھی تھی اور ایک چادر آپ کے نیچے بچھا رکھی تھی اور آپ کے سرہانے ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں گیہوں تھے یا کھجور اور جو کے ٹکڑے۔

جب سب حضرات بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا مجھے سہارا لگا کر بٹھا دو۔ لوگوں نے سہارا لگا کر آپ کو بٹھایا جسم پر گوشت کا نام نہ تھا ہڈیوں اور کھال کے سوا کچھ نہ تھا سر اور جسم کے بال بڑھ گئے تھے صرف ایک نحیف اور ناتواں جسم تھا۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر سب رونے لگے۔

آپ نے فرمایا خدا تم سب پر رحمت نازل فرمائے کیوں روتے ہو؟

صحابہ نے عرض کیا آپ کی اس ظاہری حالت پر، سارا جسم دبلا ہو گیا اور بال بڑھ گئے اور ساری رعنائی اور خوب صورتی جاتی رہی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا "جس شخص کو جہنم کی آگ میں جھونکے جانے کا خطرہ ہو جس کا عذاب دائمی ہے جس کی رسوائی بڑی رسوائی ہے جس میں رہنے والوں کا کام ہر وقت دکھ درد سے چلانا اور رونا دھونا واویلا کرنا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ حالت کچھ بھی نہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت اور مغفرت اور عفو گذر سے امید واثق ہو کہ جنت تک پہنچ جائے گا۔ اور جو اس میں پہنچ گیا وہ تمام نعمتوں سے سرفراز ہو گیا اور تمام آفتوں سے محفوظ ہو گیا اور ہر قسم کی تکالیف سے مامون ہو گیا۔ اور جس کو حق تعالیٰ خوش کر دیں اور وہاں کی راحت و فرحت سے نواز دیں تو جو حالت تم دیکھ رہے ہو ذرا بھی قابل التفات نہیں۔ پھر آپ کو غش آ گیا اور قریب تھا کہ آپ گر جائیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے فوراً کود کر آپ کو تھاما اور اپنے سینے سے لگا کر بٹھا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا "ابوالحسن جو کچھ تم نے کیا حق تعالیٰ تمہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اگر تم مجھے سہارے سے بٹھانا چاہتے ہو تو گھر کی دیوار سے سہارا لگا دو۔ چنانچہ حضرت علی نے آپ کو دیوار کے سہارے سے بٹھا دیا اور آپ کے پیچھے چادر رکھ دی۔ آپ نے بیٹھ کر حاضرین

کی طرف دیکھا اور نگاہ جما کر دیکھا اور دیر تک دیکھتے رہے پھر آپ پر گریہ طاری ہو گیا آپ کو روتا دیکھ کر سب پر اس قدر گریہ طاری ہوا کہ بے ساختہ چیخیں نکلنے لگیں۔ عورتیں بھی پس پردہ بے اختیار رو رہی تھیں اور آواز باہر آ رہی تھی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ضبط کر کے اپنے کو سنبھالا اور اشارہ سے عورتوں کو منع فرمایا وہ خاموش ہو گئیں اور مرد بھی کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر آپ نے فرمایا گروہ مہاجرین وانصار پردہ ہٹ گیا اور دھوکہ کھل گیا اور وہ وقت آ گیا جس کا کوئی دفعیہ نہیں۔ جاءت سکرۃ الموت بالحق فانا للہ وانا الیہ راجعون کوئی شخص موت سے نہیں بچ سکتا۔ موت کے سوا کوئی ٹھکانہ اور چارہ کار نہیں جس یقینی امر سے ڈرایا گیا تھا وہ قریب آ گیا۔

قیامت میں زیادہ قابل حسرت بدنصیب و بدحال جس کی نیکیوں کا پلڑا بالکل ہلکا ہو گا وہ شخص ہے جو اپنی آخرت کو دوسرے کے دنیاوی منفعت کے عوض فروخت کر ڈالے اور موت کے وقت جب کہ اپنے پروردگار کے سامنے جا رہا ہو پروردگار عالم کو دھوکہ دینا چاہے میں اس وقت حق تعالیٰ سے اپنے لئے بہترین ٹھکانہ کا طلب گار اور امیدوار ہوں اور آخری زندگی کے زیادہ قریب ہوں۔ تمہیں خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ تمہیں بہترین خلیفہ عطا فرمائے۔

پھر فرمایا میں نے اس رات دس ہزار مرتبہ استخارہ کیا اور جناب باری سے التجاء کی کہ مجھے ایسے شخص کی جانب رہنمائی فرما جس سے تو راضی ہو تاکہ میں اپنے بعد یہ کام اس کے حوالہ کر دوں۔ پھر آخر شب میں کچھ دیر کے لئے آنکھ لگ گئی۔ اب میں تمہیں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اپنی بات میں بالکل سچا ہوں اگر ذرا بھی جھوٹ ہو تو یہی جھوٹ میری تباہی کے لئے کافی ہو جائے۔ جھوٹ بولنے یا اپنی طرف سے کوئی بات بڑھانے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

حاضرین نے عرض کیا "خلیفہ رسول اللہ بے شک آپ بالکل سچے ہیں"

آپ نے فرمایا میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے جن کی آستین چڑھی ہوئی تھی ایک نور چمک رہا تھا جو آنکھوں کو چکا چوند کر رہا تھا۔ آپ کے ہمراہ دو شخص اور تھے ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب اور آپ وسط میں تھے یہ دونوں بھی عمدہ پوشاک پہنے ہوئے تھے جس سے نور پھیل رہا تھا۔

میں نے ان جیسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کوئی بلند مرتبہ معلوم ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے مصافحہ کیا پھر میرے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا جس سے وہ کرب و بے چینی جو میں محسوس کر رہا تھا جاتی رہی میں اب تک آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ابوبکر تمہاری ملاقات کا شوق بڑھ گیا کیا تم بھی ہمارے مشتاق ہو؟

بس خواب میں خوب رویا جس کی بعد میں گھر والوں نے بھی خبر دی اور عرض کیا واشوقاہ الیك یا رسول اللہ (آہ یا رسول اللہ آپ کی ملاقات کا شوق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑی دیر بعد ہماری ملاقات ہوگی۔ ابوبکر حق تعالیٰ نے تمہارے معاملہ میں تمہیں خیر کی جانب رہنمائی فرما دی اب جو کچھ تمہارے دل میں آئے کر گذرو وہی اللہ کی جانب سے ہے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مرنے کے قریب ہوں اب آپ کی امت کے لیے کس کو خلیفہ مقرر کروں؟ اور کس کو عوام کا حکمراں بناؤں؟ اور یہ ہار کس کے گلے میں ڈالوں؟

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آج استخارہ کیا ہے اور مجھے انشراح

بہتر ائی کی امید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عامل صادق صاحب قوت و شوکت جن سے زمین و آسمان والے سب خوش ہیں۔ راہ راست پر چلنے والے متقی و پرہیزگار جن کا تقویٰ مقبول و مبرور ہے۔ عمر بن الخطاب تمام صحابہ سے افضل اور خلافت کے مستحق ہیں۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہمراہیوں نے کہا اس کے بعد خدا کا فیصلہ اور حکم نافذ ہو کر رہے گا۔ یہ دونوں (یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) دنیا میں آپ کے وزیر رہے اور آپ ہی کے پاس مدفون ہوں گے اور جنت میں آپ کے قریب تر ہوں گے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور ان دونوں نے بھی سلام کیا اور مجھ سے کہا تم مکروہات سے محفوظ ہو گئے اور بالکل پاک و صاف ہو گئے اب زمین و آسمان اور انسانوں اور فرشتوں میں تم "صدیق" ہو۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کون ہیں ان جیسا آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں" آپ کا اشارہ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرف تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے جب میں بیدار ہوا تو آنسو میرے چہرے اور ڈاڑھی پر بہہ رہے تھے اور گھر والے میرے گرد اور سرہانے کھڑے ہوئے مجھ پر ترس کھا رہے تھے انھیں کیا معلوم کہ میں نے کیا دیکھا اور کیوں رو رہا ہوں؟ میں پھر بن دیکھی اور بے سمجھی خبر دینے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور آج تمہارے سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں کیا تمہیں یہ پسند ہے؟

سب خاموش رہے اور حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہم عمر بن الخطاب کے علاوہ کسی کو پسند نہ کرتے اب آپ کی پسندیدگی نے ہماری پسند کو اور تقویت پہنچا دی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے

حضرت علی مرتضیٰ کے متعلق چند کلمات خیر فرمائے پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا میں تمہارے لیے عمر بن الخطاب کو حاکم بناتا ہوں تم ان کی بات کو سنو اور ان کی اطاعت کرو اور یاد رکھو کہ ان کی رہنمائی میں ہرگز ضائع اور برباد نہ ہوگے۔ حضرت ابو طلحہ کے قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے سب کا خیال تھا کہ حضرت ابوبکر ان کو خلیفہ بنائیں گے جب آپ نے خلاف توقع حضرت عمر کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے عرض کیا خلیفہ رسول اللہ قیامت کے دن اس کا بھی آپ سے سوال ہوگا لہٰذا امت کے لئے اچھی طرح غور کر لیجئے۔

حضرت علی نے فرمایا "طلحہ ہم عمر بن الخطاب کے علاوہ نہ کسی کی بات سُن سکیں گے اور نہ کسی کی اطاعت کر سکیں گے پھر فرمایا۔ واللہ عمر کے سوا کوئی اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا بلکہ عمر جیسا ہی اس کا تحمل نہیں کر سکتا۔ اور ابوبکر کے بعد عمر کے سوا کوئی بھی خلافت کے لئے موزوں نہیں حق گوئی راست بازی۔ پاک دامنی۔ پرہیزگاری۔ امانت داری۔ منافقوں پر درشتی۔ مسلمانوں پر نرمی وغیرہ وغیرہ اوصاف میں عمر سب سے ممتاز ہیں۔

واللہ عمر وہ شخص ہے جو اسلام لا کر کبھی مذبذب نہ ہوئے۔ قتال کیا اور کبھی سُست نہ ہوئے مشقتوں کو برداشت کیا اور کبھی پشت نہ پھیری۔ اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور کبھی بخل نہ کیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

خلیفہ رسول اللہ جس سے آپ خوش اس سے ہم بھی خوش ہیں اور جو آپ کی خواہش ہے وہی ہماری بھی خواہش ہے ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے امت محمدی سے کسی خیر و بھلائی اور نصیحت و خیر خواہی کی بات کو کبھی پوشیدہ نہیں رکھا اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمدیہ کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کو آپ کی آرزو اور آپ کی تمنا اور آپ کے وہم و

گمان سے بہت زیادہ الطاف وانعامات سے سرفراز فرمائے۔

پھر سب لوگ آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے اور مجمع منتشر ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب سب لوگ چلے گئے تو میں اور میری سوتیلی مائیں آپ کے پاس حاضر ہو گئے ایک چادر آپ کے لئے بچھا رکھی تھی اس پر آپ کو لٹا دیا اور دوسری چادر اُڑھا دی۔ آپ نے فرمایا میں اس وقت مرض میں کمی محسوس کرتا ہوں جی چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے سو جاؤں پھر آپ سو گئے۔ ہم سمجھے کہ شاید پھر غشی طاری ہو گئی اور آپ کو اسی حال میں چھوڑ کر چلے گئے۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ باہر سے ایک بلند آواز سنائی دی جس سے آپ گھبرا کر بیدار ہو گئے اور صاحبزادہ سے فرمایا "بیٹا دیکھو دروازہ پر کون ہے؟" وہ باہر گئے اور واپس آکر کہا بعض مسلمان ملاقات کے لئے آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا "ان کو اندر بلا لو"۔

صاحبزادہ نے ان کو اندر بلا لیا۔ وہ ہنستے کھل کھلاتے اندر داخل ہوئے سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر دیر تک حق سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا پھر فرمایا تم لوگ جمع ہو کر ہنستے کھل کھلاتے کیوں آئے ہو اور کیا سرگوشیاں کر رہے ہو؟ جو تمہارے دل میں ہے صاف صاف زور سے کہو چھپاؤ نہیں وہ واضح اور کھلی بات ہے جو تم دل میں لئے ہوئے ہو۔

انہوں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ آپ نے عمر جیسے سخت[ع] مزاج کو خلیفہ بنا دیا۔

ع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امور حق میں سختی اور اپنے عزم میں پختگی کے باعث بعض صحابہ کرام ان سے ڈرتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی نرم خو سہولت پسند خلیفہ مقرر ہو۔ حضرت ابو بکر اور حضرت علی چونکہ سمجھتے تھے کہ بغیر اس کے کار خلافت سرانجام نہیں ہو سکتا اس لئے وہ اپنی رائے پر استقلال کے ساتھ جمے ہوئے تھے۔ ۱۲

اللہ تعالیٰ کے روبرو جب آپ پیش ہوں گے اور آپ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ کیا جواب دیں گے اور کیا دلیل پیش کریں گے؟

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر یہ سُن کر بہت غصہ ہوئے میں نے اُن کو اس قدر غضب ناک کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ مجھے ان کا یہ غصہ اچھا معلوم ہوا۔

پھر فرمایا، کیا تم مجھے میرے پروردگار کی دھمکی دیتے ہو؟ اگر اس ذوالجلال والاکرام نے مجھ سے اس کے متعلق سوال کیا تو عرض کروں گا میں نے ایسے شخص کو حاکم بنایا جو سب سے بہتر اور اعلیٰ تھا اور تیرے بندوں میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار تھا اور اہل زمین میں سب سے زیادہ تیری مرضیات کا شناسا تھا۔

خدا کی قسم جو کچھ ہونا تھا وہ آج مجھ سے صادر ہو چکا اور توحید اور ادائے فرائض کے بعد مجھے اپنے کسی عمل پر اتنا وثوق اور اطمینان نہیں۔ جتنا عمر کو خلیفہ بنانے پر ہے پھر تم عمر کو کسی عیب کی وجہ سے ناپسند نہیں کرتے بلکہ اس لئے ناپسند کرتے ہو کہ وہ انصاف پسند اور صلح جو ہے دھوکہ باز اور منافقانہ ساز نہیں ان کا باطن نفاق سے پاک وصاف ہے اور ان کا ظاہر قوت کے ساتھ حق سے وابستہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کے یہ ارشادات سن کر ان سب نے بھی حضرت عمر کی تعریف کی گویا وقتی تاثر کے باعث مشتعل چنگاریاں تھیں جن پر پانی ڈال دیا گیا پھر وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے اور سارے میں مشہور ہو گیا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کر دیا۔

جب یہ لوگ آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے تو آپ نے آدمی بھیج کر حضرت عمر کو بلوایا اور تنہائی میں ان سے فرمایا، عمر تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اور ایسی بات بتاتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو محفوظ رکھا تو مجھے امید ہے کہ تم اس بار (خلافت) کی ذمہ داریوں سے محفوظ رہو گے اور اس بوجھ سے سبکدوش رہو گے۔

حضرت عمر نے فرمایا، خلیفہ رسول اللہ ضرور فرمائیے میں اس کو غور سے سنوں گا اور جو کچھ آپ مجھ سے مطالبہ کریں گے اس کو پورا کروں گا اور جو آپ حکم دیں گے انشاءاللہ اس کی پابندی کروں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنی منشاء کے موافق بنایا وہ ذات وحدہ لاشریک لہ ہے اللہ تعالیٰ کا جو حکم رات کے متعلق ہوتا ہے وہ دن کو مقبول نہیں ہوتا اور جو حکم دن کے متعلق ہوتا ہے وہ رات کو مقبول نہیں ہوتا۔ اور جب تک فرائض خداوندی ادا نہ ہوں نفلی کام قبول نہیں ہوتے۔ قیامت میں ان لوگوں کی ترازو بھاری اور وزنی ہوگی جن کا شیوہ حق کی پیروی اور پابندی ہوا اور حق ان کے لئے سہل اور آسان ہو۔ جس ترازو میں حق کے سوا کچھ نہ ہو اس کا وزنی ہونا برحق اور بدیہی ہے اور ان لوگوں کی ترازو ہلکی ہوگی جو باطل کی پیروی کرتے ہیں اور باطل ان کے لئے آسان ہے جس ترازو میں باطل کے سوا کچھ نہ ہو اس کا ہلکا پھلکا ہونا کھلی بات ہے۔ اس کو ہلکا ہی ہونا چاہئے حق تعالیٰ نے اہل جنت کا اچھے اعمال کے ساتھ ایسی طرح تذکرہ فرمایا کہ ہر شخص یہ سمجھ جائے کہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی حق تعالیٰ کی بارگاہ میں مرغوب اور پسندیدہ نہیں اور اس رتبہ کو بغیر رحمتِ خداوندی اور عنایت، تقویٰ و پرہیزگاری اور اوامر خداوندی کی پابندی اور منہیات سے رستگاری کے بغیر کوئی شخص بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

پھر حق تعالیٰ نے دوزخیوں کے بُرے اعمال کا تذکرہ فرمایا اور ان کے اچھے اعمال کو اس لئے رد فرمادیا کہ وہ خلوص سے خالی تھے اور ان کو کرنے والے منہیات سے نہ بچتے تھے تاکہ ہر ایک ان سے بہتر بننے کی خواہش کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی صادق مصدوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

آیت رحمت اور آیت عذاب دونوں نازل فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

اِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ — بلاشک تمہارا پروردگار لوگوں کی بخشش کرنے کرنے والا ہے ان کے ظلم کی بنا پر۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

اِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ — بلاشک تمہارا پروردگار سخت گرفت کرنے والا ہے۔

تاکہ مومن ہر وقت رحمت خداوندی کا امیدوار بھی رہے اور عذاب الٰہی سے خوف زدہ بھی رہے اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ سے ناحق بات کی امید اور تمنا نہ رکھے۔

عمر اگر تم نے میری وصیت کو محفوظ رکھا تو معیوب چیزوں میں موت سے زیادہ کوئی شے تمہیں محبوب نہ ہوگی اور موت کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی عیب دار چیز موت سے زیادہ تمہیں مبغوض نہ ہوگی اور تم موت سے کسی طرح بچ نہیں سکتے

حضرت عمر نے فرمایا خلیفہ رسول اللہ میں نے آپ کی وصیت کو قبول کیا اور میں انشاء اللہ آپ کے فرمان کو مضبوط پکڑے رہوں گا۔

پھر حضرت عمرؓ روتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے اور کہتے جاتے کم بخت عمر جس کام کو تو نے قبول کر لیا اس سے تیری خلاصی کس طرح ہوگی اور اس بارگراں کا تحمل کیوں کر ہوگا پھر خود ہی فرمایا خلاصی پرہیزگاری میں ہے اور نجات دنیا سے بے رغبتی میں ہے۔ اے نفس خشوع و خضوع کی کوشش کر اور بھوک پیاس پر صبر اختیار کر۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ابوبکرؓ کی جان آفریں کی قسم ابوبکر کا آخر وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر وقت کے مشابہ گزرا آپ درمیانی رات میں اٹھے اور فرمایا عائشہ وہ کپڑا کہاں ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ڈھکا گیا تھا۔ آپ نے اس کو

لیا اور اپنے چہرہ پر رکھا اس کی خوشبو سونگھی اور فرمایا اگر تم جھٹلاؤ نہیں تو مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آرہی ہے۔ پھر اپنا چہرہ قبلہ رُخ کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی سکرات الموت وشدۃ الموت وعفر الموت۔

پھر آپ کو خوب پسینہ آیا اور اس محراب پر نگاہ جم گئی جس میں آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور چند بار فرمایا۔

وجاءت سکرۃ الموت بالحق ۔ اور موت کی سختی (قریب آپہنچی) یہ (موت) وہ
ذلك ما کنت منه تحید ۔ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا

پھر کچھ افاقہ ہوا اور پتلی اپنی جگہ پر آگئی اور دیر تک کلمہ شہادت اور درود پڑھتے رہے پھر صلی اللہ عَلَیْكَ صلوٰۃً طیبۃ مبارکۃ پڑھا۔ اس کے بعد نگاہ قبلہ کی طرف پھر گئی اور بلند آواز سے کہا اللہ کے فرشتو اور میرے پروردگار کے قاصدو! السلام علیکم پھر آہستہ سے چند بار کہا لبیك لبیك من داع وسعدیك (اے بلانے والے میں حاضر ہوں)۔ پھر منہ کھولا اور بند کر لیا اور واصل بحق ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

آپ کے دفن کے متعلق صحابہ کرام میں اختلاف رائے ہوا بعض نے بقیع غرقد کی رائے دی اور بعض نے مدفن شہداء کو پسند کیا حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا تمہیں میں اپنے گھر اپنے حجرہ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کروں گی اور دونوں حضرات کی قبور کی زیارت سے ان کی یاد تازہ رکھوں گی۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک دم سب پر نیند کا غلبہ ہوا اور اونگ طاری ہو گئی۔ اسی حال میں ایک غیبی آواز سنی ضموا الحبیب الی الحبیب ۔ دوست کو دوست سے ملا دو۔ ہم نے سر اٹھایا تو کوئی نظر نہ آیا البتہ آواز سب نے سنی حتی کہ جو لوگ مسجد میں تھے

انہوں نے بھی سنی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر نلطے ہو گیا تو جو شخص بقعہ انور پر نظر ڈالتا نگاہیں خیرہ ہو جاتیں اور قبر کا کھودنا مشکل ہو گیا۔

حضرت علی نے فرمایا رات تک ٹھیر جاؤ جب رات ہو گئی تو حضرت علیؓ نے گورکن کے چہرے پر کپڑا ڈال کر اس کو حجرہ منورہ میں داخل کیا اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے قبر اطہر و انور کی جانب پشت کر کے قبر کھودنی شروع کی۔

حضرت علی نے گورکن کو حکم فرمایا کہ جلدی کرو زیادہ دیر نہ لگے۔

باقی لوگ باہر کھڑے رہے جب لحد تیار ہو گئی تو آپ کے صاحبزادوں اور گھر والوں نے آپ کو قبر میں اتارا اور مٹی ڈال دی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہو کر سب حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت عمرؓ پہلے جمعہ کو صوف کا موٹا کرتا پہنے ہوئے جس میں ران پر اور مونڈھوں کے درمیان چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے اور ایک چادر مونڈھوں پر ڈالے ہوئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور منبر نبوی پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اول حق تعالیٰ کی خوب حمد و ثنا کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا تذکرہ کیا اور حضرت ابوبکرؓ کے لئے رحمت کی دعا مانگی اور بے اختیار رونے لگے حاضرین پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت عمر روتے روتے غش کھا کر منبر پر گر پڑے اور چہرے پر خراش آئی لوگ غشی کی حالت میں آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے گئے چند روز آپ باہر نہ نکل سکے جب کچھ افاقہ ہوا تو گھر سے باہر جلوہ افروز ہوئے۔

حضرت عمر فاروقؓ دُرّہ کندھے پر رکھے ہوئے لوگوں کی خبرگیری کے لئے بازاروں اور

گلیوں اور راستوں میں پھرا کرتے تھے۔ خدا کی قسم ان کا دُرّہ تمہارے ان کوڑوں سے زیادہ ہیبت ناک اور خوف ناک تھا۔

حضرت عمرؓ یتیموں اور بیواؤں اور مسکینوں کی خبر رکھتے تھے، اُن کے پاس بیٹھتے اور ان کے ساتھ چلتے اور بوڑھوں اور بچوں پر کھڑے ہوکر پرسش احوال کرتے تھے۔ اور غلام کا حق آزاد سے، کم زور کا حق زوردار سے، مسکین کا حق زبردست سے، چھوٹے گروہ کا حق بڑے گروہ سے دلواتے اور جو کچھ کرتے اجر و ثواب کی خاطر، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے تھے۔ اور دینی معاملہ میں کسی کی ملامت کی ذرا پروا نہ کرتے تھے۔

زہد و تقویٰ کے باعث اپنے لئے جو کی تین روٹیاں روزانہ مقرر کر رکھی تھیں جن کو کچی چربی سے تناول فرماتے تھے اور کبھی کبھی صرف نمک کی ڈلی سے کھاتے تھے جب اس تنگی کا ضرر اور خشکی کا اثر زیادہ بڑھ گیا تو زیتون اور کھجور کا استعمال بھی شروع کر دیا چند مرتبہ تھوڑا سا گھی بھی کھایا اور دودھ بھی نوش فرمایا کھیس آپ کو زیادہ پسند تھا اور اونٹ کی گردن کا گوشت کھایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں جب حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات دیں اور مال غنیمت کی فراوانی ہوئی تو حضرت عمرؓ ہر جمعہ کو کچھ اونٹ ذبح کرتے اور اچھا اچھا تمام گوشت مساکین، مہاجرین اور ضعفاء انصار میں تقسیم فرما دیتے تھے اور اپنے گھر والوں کے لئے گردن کا گوشت رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے سے کہا کرتے تھے کہ بھوکا رہنا اس جہنم کی آگ میں جانے سے بہتر ہے جہاں ہمیشہ رہنا پڑے گا نہ وہاں موت ہے اور نہ وہاں سے چھٹکارا۔ اس میں راحت و خوشی کا نام نہیں اور وہاں سے نکل بھاگنے کی کوئی راہ نہیں۔

اور دوزخیوں کے لئے فرحت وخوشی کا کوئی موقع نہیں۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو حقانیت چمک اٹھی اور صداقت سربلند ہوگئی نفاق کی آگ بجھ گئی اور کفر کی مشتعل چنگاریاں دھیمی پڑ گئیں۔ باطل مغلوب ہوگیا اور حق غالب آگیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طریقہ عام طور پر پسندیدگی اور شوق رغبت کے ساتھ رواج پکڑ گیا اور شیطان ناکام ونامراد ہوگیا۔

چنانچہ حضرت حسان فرماتے ہیں سہ

"یا کارھاً عمر الفاروق مت کمداً"

"قد قام خیر عباد اللہ فی العرب"

• حضرت عمر فاروقؓ کے ابتدا خلافت میں قحط پڑا اور بہت گراں ہوگئی جس کے باعث لوگ پریشان حال ہوگئے اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے مویشی مرنے لگے۔ اس وقت حضرت عمر کو جو بھی غلہ میسر آتا تھا سب میں حصہ رسد برابر تقسیم کر دیتے تھے۔ نہ اپنے حصہ میں کبھی زیادتی کرتے اور نہ کبھی اپنے کو ترجیح دیتے جو فاقہ زدگی اور تنگ حالی عام مسلمانوں کو لاحق تھی اسی میں آپ اپنے کو بھی مبتلا رکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ ایک روز اپنا درّہ کندھے پر رکھے ہوئے مدینہ منورہ کے راستوں اور گلیوں میں گھوم رہے تھے کسی کا کوئی کام ہوتا تو اس کو خود انجام دیتے تھے۔ کسی دوسرے کے حوالے نہ کرتے تھے۔ اسی دوران میں ایک انصاری بچہ برگزیدہ ہوا جو رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا "الٰہی عمر کے مقابلہ میں میری مدد فرما تو بھی اس پر ظلم کر"

حضرت عمرؓ یہ سن کر غضب ناک ہوگئے اور درّہ لے کر اس کی طرف بڑھے۔ وہ خوف زدہ ہوگیا اور بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ حضرت عمرؓ نے انا للہ پڑھی اور اس کے پاس

کھڑے ہو کر اس کی تکلیف کے باعث رونے لگے اور فرمایا کم بخت عمر

قَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ — تو نے ایک پاکیزہ جان کو بلا قصاص کے ہلاک کیا۔ بلاشک تجھ

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا — سے بہت برا کام سرزد ہو گیا۔

کل کو بارگاہ خداوندی میں کیا عذر پیش کرے گا؟۔

پھر بچے کے سر کو زمین سے اٹھا کر اپنی ران پر رکھ لیا اور روتے رہے آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر بچے کے چہرے پر گر رہے تھے۔ اتنے میں اور لوگ جمع ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو اس حال میں حواس باختہ پریشان دیکھ کر رونے لگے پھر دریافت کیا امیر المومنین کیا بات ہے؟ کیا ماجرا ہے؟ اور یہ کیا حادثہ پیش آیا؟۔

حضرت عمر نے بچے کا سارا قصہ بیان کیا اور اس کو مسجد میں لے جانے کا حکم فرمایا۔

پھر جب وہ بچہ ٹھیک ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا میرے پیارے بچے کیا بات ہے جو تو عمرؓ کے مقابلہ میں خدا سے مدد مانگ رہا ہے؟ کیا عمرؓ نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ یا تیرا مال غصب کیا ہے؟ یا تجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائی ہے؟ یا تجھے کسی خیر سے محروم رکھا ہے؟

بچے نے جواب دیا خدا کی قسم ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہوئی بات یہ ہے کہ میں ایک انصاری بچہ ہوں میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شہید ہوئے اور میرے چچا یوم مدینہ میں شہید ہوئے اور یہ جاں باز معرکہ جنگ میں شہید ہوئے بھاگتے ہوئے نہیں مارے گئے۔ اب آپ کی خلافت میں میں اور میری والدہ اور نو بہنوں نے آج تین شب و روز سے کچھ نہیں کھایا بھوک اور بے چینی انتہا کو پہنچ گئی۔

امیر المومنین جو کچھ میری زبان سے نکلا اس کا باعث یہ تنگی اور سختی ہے جس کو میں نے بیان کیا

یہ حال سن کر حضرت عمر رونے لگے حاضرین بھی رونے لگے حتی کہ عورتیں بھی گھروں میں رونے لگیں

پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوتے اور حاضرین کو خطاب فرمایا۔

حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو یہ دنیا دنیا والوں کا نہ اصلی گھر ہے نہ حقیقی قیام گاہ ہے اور آخرت اصلی ٹھکانہ ہے اور محل جزاء اور سزا ہے۔ جن صحابہ کا حافظہ قوی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ کے پاس نہ کوئی تہ شدہ کپڑا تھا اور نہ کوئی غیر مستعمل برتن تھا اور نہ کوئی دروازہ پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میدے اور گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آخیر تک کبھی آپ کے دسترخوان پر دو سالن نہیں کھائے گئے باوجودیکہ آپ کو حق تعالیٰ نے تمام مخفی خزانوں کی کنجیاں عطا فرما رکھی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ نہ کبھی نیا کپڑا پہنا اور نہ کبھی عمدہ نفیس کپڑا استعمال فرمایا اور نہ مال و دولت ہی جمع کیا جس سے اہل و عیال گزر بسر کرتے اور نہ کبھی کوئی خادم و غلام رکھا اور دنیا سے اپنا دامن بچا کر صحیح و سالم تشریف لے گئے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور خود آپ سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے جب فقر و تنگی کو آتے دیکھو تو کہو صالحین کی مرغوب پسندیدہ خصلت آرہی ہے۔ اور جب تونگری اور فراخی کو آتے دیکھو تو سمجھ لو کہ کوئی خطا سرزد ہوئی جس کی پاداش میں جلدی کی گئی ہے۔

غور سے سن لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس شخص میں اخوتِ اسلامی نہیں جو خود پیٹ بھر کر رات بسر کرے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کی ملک میں چالیس درہم سال بھر تک رکھے رہیں نہ کبھی ان کو راہ مولیٰ میں خرچ کرے اور نہ کسی کار خیر میں صرف کرے اور کسی ضرورت مند محتاج سے بھی واقف ہو تو حق تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جبارین کی صف میں کھڑا کریں گے اور

ان دراہم سے اس کو داغا جائے گا۔

لوگو خبردار ہو جاؤ تمہارا یہ مال و متاع قیامت کے دن تمہارے لئے باعث ننگ و عار ہوگا اور تمہیں دوزخ میں لے جائے گا۔

خوب سمجھ لو جو شخص اپنی ذات کے لئے مال جمع کرتا ہے اس کے اس مال ہی سے اس کی پیشانی اور پشت داغی جائے گی۔ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ البتہ جو شخص اپنے مال سے حقوق خداوندی ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچ اور حق سمجھ کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور خدا کے خوف سے ڈرتا رہے اور اسی پر بھروسہ رکھے تو مجھے امید ہے کہ نار جہنم سے بچ نکلے گا اور آگ اس کے حق میں مشتعل نہ ہوگی اور میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب بھی اس کی نجات محض فضل رحمانی اور کرم ربانی سے ہوگی۔ تمہیں چاہیے کہ خیر کی طرف سبقت کرو امور خیر میں سبقت ہی باعث رشک سمجھو۔ ہمیں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قریب ہی قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے ہاتھ آئیں گے ان کی اولاد تمہاری غلام ہوگی اور ان کی زمینوں اور گھروں اور شہروں اور مال و دولت کے تم وارث ہوگے اس وقت تم اپنے اعمال اور کردار پر قائم رہنا مجھے امید ہے کہ یہ زمانہ قریب ہی آنے والا ہے ان شاء اللہ پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ الرَّجَاءُ — الٰہی تجھی سے امیدیں وابستہ ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور دریافت کیا امیر المومنین آپ نے جو کچھ بیان کیا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہاں"۔

حضرت عثمانؓ یہ سن کر روتے ہوئے مسجد سے باہر آئے اور کہتے جاتے، ابن عفانؓ قیامت کے

روز تجھے تیرے مال سے داغا جائے گا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اونٹ بکری سونا چاندی، غلہ کھجور لے کر پہنچے اور فرمایا، اللہ کی راہ میں یہ میرا ایک تہائی مال حاضر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی اسی طرح اپنا تہائی مال لائے، پھر اور صحابہ نے مال لانا شروع کیا حتیٰ کہ تمام مسجد اور اس کے اردگرد کی جگہ بھر گئی۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اس مال کو لوگوں میں تقسیم کرادیا اور اس بچہ کو بہت سا مال عطا فرمایا اور فرمایا عمر کے گھر والوں کو بھی حصہ رسد دوسروں کے برابر دینا چنانچہ اس میں سے اونٹ کی گردن کا گوشت چند مٹھی کھجور اور تھوڑا سا آٹا امیرالمومنین کے حصہ میں آیا اور آپ نے گھر والوں کو حکم دیا کہ اس کو جلد تیار کر کے خبر دیں۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ گھر والوں کے بلانے کے منتظر تھے کہ اتنے میں ایک بدوی آیا امیرالمومنین کو سلام کیا اور سخت سست کہنا شروع کر دیا۔

امیرالمومنین نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ارشاد فرمایا کہ بدویوں میں غلظت اور قساوت ہوتی ہے اس لئے کہ وہ نہ کتاب اللہ کو سیکھتے ہیں اور نہ ان کو دین کی سمجھ حاصل ہوتی ہے۔

بدوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سچ اور برحق ہے آپ صادق مصدوق ہیں لیکن میں بدوی کیوں کر ہو گیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کی اور آپ کے سامنے جہاد کیا اور اکثر قرآن کا حافظ ہوں اور دینی امور میں کسی کا محتاج نہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے مجھے

اس کا علم نہ تھا۔

پھر آپ اس بدوی اور دیگر حاضرین کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے گئے۔ ایک چھوٹا سا گھر تھا لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ستونوں پر چھت پڑی ہوئی تھی اور دستر خوان کی جگہ کھجور کے پٹھے بچھے ہوئے تھے سب بیٹھ گئے اور کھانا لایا گیا سب نے داہنے ہاتھ سے کھایا اور بدوی نے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا یہ دیکھ کر امیر المومنین کو طیش آگیا اور فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے شیطان اس کے کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

بدوی نے کہا، آپ نے سچ فرمایا بات وہی ہے جو آپ نے فرمائی لیکن اگر کسی شخص کے داہنا ہاتھ نہ ہو تو پھر وہ کس سے کھائے؟ اور اپنا داہنا ہاتھ نکال کر دکھایا جو کٹا ہوا تھا۔

امیر المومنین نے شرمندہ ہو کر دریافت فرمایا یہ ہاتھ کو کیا ہوا؟ بدوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں کٹ گیا۔

پھر بدوی نے اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں اپنے اونٹوں میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر گذر ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پاس اترنے کی درخواست کی آپ نے میری درخواست کو قبول فرمایا اور میرے یہاں اتر گئے میں نے کھانا حاضر خدمت کیا آپ نے کھانا تناول فرمانے سے انکار فرمایا میں نے انکار کی وجہ دریافت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چونکہ تم مشرک ہو اس لئے میں تمہارے یہاں کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ میں نے عرض کیا اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله۔

اس کے بعد میں چند بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا۔

میں نے اس بارے میں چند اشعار بھی کہے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا

ہے۔

ع الا ان کفی فی رضا اللہ نالھا

"فوابا لعدی فی اللہ منذ دون احمد"

وحامیت عن دین النبی الذی لہ

علی دلیل طار فی کل مشھد

فما قطعت حتی رایت مکانھا

وفلقت ھامات العدی بالمھند

فان قطعت کفی فیارب مشھد

شھدت بھا والسیف یقطر فی یدی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے پھر دریافت فرمایا تمہاری معاش کا کیا ذریعہ

ہے؟

ع مطلب یہ کہ میرے ہاتھ کو جو کچھ دشمن کی طرف سے پہنچا اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں پہنچا۔ میں نے نبی برحق کے دین کی حمایت کی جس کی حقانیت ہر ہر جگہ مجھ پر واضح ہوگئی۔ میرا ہاتھ اس وقت کٹا جب میں نے اس کا مقام عالی دیکھ لیا اور دشمنوں کی کھوپڑیوں کو ہندی تلوار سے اڑا دیا۔ اگر میرا ہاتھ جاتا رہا تو کوئی حرج نہیں میں بہت معرکوں میں شریک ہو چکا جن میں میری تلوار میرے ہاتھ میں تھی اور اس سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔

بدوی نے کہا میرے پاس ایک لادو اونٹ ہے اس پر لکڑیاں لاد کر مدینہ لاتا ہوں اور ان کو فروخت کر کے اپنے کثیر اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں۔

امیر المومنین نے دریافت فرمایا تمہارا داہنا ہاتھ تو ہے نہیں پھر لکڑیاں کس طرح اٹھاتے ہو؟

بدوی نے کہا کسی مسلمان سے مدد لیتا ہوں داہنا ہاتھ وہ لگا دیتا ہے اور بایاں ہاتھ میرا اپنا ہوتا ہے۔ امیر المومنین خدا کی قسم پہلے میں بہت قوی تھا لیکن اب بہت کم زور ہو گیا میری ہڈیاں نرم پڑ گئیں اور جسم کا گوشت سوکھ گیا۔

امیر المومنین نے اس کی امداد فرمائی اور اس کو ایک لادو اونٹ پر سوار کرایا اور کھانے اور کھجور کا توشہ ساتھ کیا۔

پھر ایک روز امیر المومنین نے منبر نبوی پر کھڑے ہو کر بارش کی دعا کی اور جس تنگی میں مسلمان مبتلا تھے اس سے خلاصی کی التجا کی۔ دعا قبول ہوئی اور صبح ہونے سے پیشتر حق تعالیٰ نے بادل بھیجے کئی دن بارش کا سلسلہ جاری رہا اور تمام سرزمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔

حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے جنگ فارس کی اجازت طلب کی۔ امیر المومنین نے اس کے لئے ایک لشکر روانہ فرمایا اور حق تعالیٰ نے قادسیہ کو فتح کرا دیا۔ پھر متواتر فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور مال و دولت کی انتہائی فراوانی ہو گئی اور مسلمان خوشحال فارغ البال ہو گئے۔ رجسٹر مرتب کئے گئے اور سب کے وظائف مقرر کئے گئے۔ پھر جب حق تعالیٰ شانہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی کے دور خلافت میں صحابہ کرام کے ہاتھوں ملک شام ملک عراق ملک مصر فتح کرا دیا تو حضرت عمر فاروق رضی نے منتخب اور چیدہ صحابہ عظام کو امرا متعین فرما کر اطراف ممالک میں انتظام کے لئے روانہ فرمایا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب آگیا تو آپ نے مجھے بلایا اور اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا جب میں مر جاؤں تو تم مجھے اپنے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ پھر کفن پہنا کر حجرہ اطہر وانور پہ لے جانا اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے جوار نبی میں دفن کر دینا ورنہ وہاں سے لوٹا کر عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ پھر جو بھی حق تعالیٰ فیصلہ فرمادیں۔

وہ احادیث جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کا تذکرہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سامنے سے آتے نظر آئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

علیؓ یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد تمام اگلے پچھلے ادھیڑ عمر اہل جنت کے سردار ہیں۔ لیکن علیؓ تم ان کو اس کی اطلاع نہ کرنا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیت جبرئیل وصالح المومنین الخ میں صالح مومنین علی بن ابی طالب اور ابوبکرؓ اور عمرؓ مراد ہیں۔ حضرت ابو عطاردی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں نے بیان کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا میرے بعد میری امت میں سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں ان کے بعد پھر عمرؓ سب سے افضل ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی پر سہارا دیتے ہوئے تشریف لے جاتے تھے راستے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علی ان سے محبت رکھنے والا جنت میں جائے گا۔"

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہم پر کسی کو بھیجنا چاہتے تھے اس وقت آپ کے دائیں اور بائیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ان میں سے ایک کو بھیج دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں ان کو کس طرح بھیج سکتا ہوں۔ یہ دونوں تو دین کے لئے بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہیں۔"

یعنی ان دونوں حضرات کا وجود دین کے لئے خاص اہمیت اور شان رکھتا ہے جس کے فقدان سے دین میں نمایاں کمی اور خرابی محسوس ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے کچھ خصوصی معاون و مددگار رفیق کار ہوتے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ معاون و مددگار رفقار کار عطا فرمائے جن میں سات قریشی ہیں۔ علیؓ۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ حمزہؓ۔ جعفرؓ۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔

اور سات انصاری ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ سلمانؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ حذیفہؓ۔ عمارؓ۔ بلالؓ۔ رضی اللہ عنہم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کروگے تو ان کو دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا مشتاق پاؤگے۔ اور اگر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کروگے تو ان کو زور دار امانت دار پاؤگے۔ اور اگر علیؓ کو خلیفہ مقرر کروگے تو وہ تمہیں سیدھی راہ پر قائم رکھے گا اور حق پر چلائے گا۔

(ف) ارشادِ نبوی سے خلفاء راشدین کی ترتیب خلافت اور ذاتی خصوصیات اور ان کی اہم دینی خدمات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے ان کے دورِ خلافت میں صحابہ ہی صحابہ کا ہر سو جلوہ ہوگا اور یہ نجوم شریعت ہر طرف رونق افروز ہوں گے، اس وقت ان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہوگی جو زہد و تقویٰ کا مجسمہ ہوں گے اور آخرت کے سراپا مشتاق منتظر اور بے قرار تاکہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام کا اصلی رنگ قائم رہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے اسلام اور مسلمین کو عروج و فروغ ہوگا۔ فتوحاتِ اسلامی میں افزونی اور مال و دولت کی فراوانی ہوگی اس وقت ان کو قابو اور اعتدال میں رکھنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہوگی جو اپنی سخت گیری اور امانت داری سے خود بھی متاعِ دنیوی سے محفوظ اور مامون رہیں گے اور دوسروں کو بھی محفوظ اور مامون رکھیں گے اور دنیا کی بہتات کے باوجود دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق قائم رہے گا۔

پھر فتنوں کا آغاز ہوگا اکثریت غیر صحابہ کی ہوگی اور انھیں کو غلبہ اور قوت ہوگی جس پر قابو پانا اور حق پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔ یہ خدمت حضرت علی رضی اللہ عنہ انجام دیں گے اور استقلال کے ساتھ خود بھی صراطِ مستقیم پر قائم رہیں گے اور دوسروں کو بھی قائم رکھیں گے۔ ارشادِ نبوی میں دورِ عثمانی کا تذکرہ نہیں کیا گیا اسی لئے یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کو عمر کے بعد خلیفہ نہ بناؤ گے پھر جب خلیفہ بناؤ گے تو ان کی یہ خصوصیات سامنے آئیں گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال

ایک قریشی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ "امیر المومنین آپ ابھی منبر پر فرما رہے

تھے اَللّٰھُمَّ اصلحنی بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین المھدیین ۔

وہ خلفاء راشدین کون ہیں ؟

حضرت علیؓ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا گئے اور فرمایا میرے حبیب اور چچا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں امام ہدیٰ اور شیخ الاسلام اور قریشی تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقتدیٰ بنے۔ جس نے ان کی اقتدا کی محفوظ ہوگیا۔ اور جس نے ان کا اتباع کیا صراط مستقیم تک پہنچ گیا۔ اور جس نے ان کا پلہ پکڑ لیا وہ حق تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہوگیا حزب اللہ ھم المفلحون حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا تم ایک واقف کے پاس آئے ہو۔ دونوں امام ہدیٰ تھے۔ اور راہ راست اور صراط مستقیم چلانے والے مصلح قوم اور فایز المرام تھے۔ یہ دونوں حضرات فارغ البال صحیح وسالم دُنیا سے تشریف لے گئے۔

عبد خیر سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قیامت تک جس قدر حکام و سلاطین آئیں گے حق تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اُن کے لئے راہبر اور حجت بنا کر بھیجا ہے حضرات بہت پہلے تشریف لے گئے اور اپنے پسماندگان کو خوب تھکا دیا۔ ان کا تذکرہ امت کے لئے موجب رنج وغم ہے اور سلاطین کے لئے باعث طعنہ۔

حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ حضرات ان ستر آدمیوں میں سے ہیں جن کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے تھے۔

عبد الرحمٰن بن ابزیٰ کے صاحبزادہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ تھے علیؓ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے جنازہ کے پیچھے چل رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جنازہ

آگے تھے۔ حضرت علیؓ فرمانے لگے یہ دونوں حضرات جانتے ہیں کہ جنازہ کے پیچھے چلنے والے کی فضیلت آگے چلنے والے پر ایسی ہے جیسے جماعت سے نماز پڑھنے والے کی تنہا نماز پڑھنے والے پر لیکن ان کے مزاج میں سہولت ہے لوگوں کے لئے سہولت پسند کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ بہت آہ کرنے والے اور رقیق القلب تھے اور حضرت عمرؓ خالص اعتقاد رکھتے تھے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ خلوص کا معاملہ کیا۔

حضرت علیؓ نے منبر پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبقت کی حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ تھے وہ بھی تشریف لے گئے تیسرے درجہ پر حضرت عمرؓ تھے وہ بھی رخصت ہوئے ان کے بعد اب فتنوں سے سابقہ پڑ گیا۔ خدا جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص بتاؤں۔ حاضرین نے عرض کیا ہاں بتایئے۔ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر ہیں۔

عبد خیر سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا سب انبیاء علیہم السلام میں بہتر طریق پر رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا حضور کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا اور آپ کی سنت پر چلے اور باقی لوگوں میں سب سے اچھے طریق پر ان کی وفات ہوئی۔ اور آپ حضور کے بعد اس امت میں سب سے افضل تھے ان کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا اتباع کیا اور ان کی سنت پر چلے باقی لوگوں میں سب سے اچھے طریق پر وفات پائی اور حضرت عمرؓ اس امت میں حضور اور حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ سب سے افضل ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا امت محمدیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ

سب سے افضل ہیں۔ اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ تیسرے درجہ میں حضرت عثمانؓ ہیں۔

حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہؒ نے پھر کہا اے باپ تیسرے درجہ میں آپ ہیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا اے بیٹے تمہارا باپ تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہے جو اجر اُن کے لئے ہے وہی اس کے لئے ہے اور جو مواخذہ ان سے ہوگا وہی مواخذہ اس سے ہوگا۔

حضرت علیؓ کا اُن لوگوں کی تردید کرنا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہتے ہیں یا حضرت علیؓ کو ان پر فوقیت دیتے ہیں

حضرت علقمہؒ نے کوفہ کے منبر پہ ہاتھ مار کر کہا کہ حضرت علیؓ اس منبر پر وعظ فرما رہے تھے۔ اثناء تقریر میں فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اشخاص حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر مجھے فوقیت دیتے ہیں اگر میں پہلے ممانعت کر دیتا تو ضرور اس کی سزا دیتا لیکن میں اعلان سے قبل سزا دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر کسی شخص نے آئندہ یہ خیالات ظاہر کئے اور میرے روبرو پیش کیا گیا تو چونکہ یہ شخص مفتری ہے لہٰذا اس کو مفتری کی سزا دی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں، پھر عمرؓ پھر واللہ اعلم کون ہے۔ اس لئے کہ ان کے بعد ہم نے نئی نئی باتیں کھڑی کر دیں جن میں حق تعالیٰ جو چاہے فیصلہ فرمائے۔

محبت اور عداوت میں حد سے نہ بڑھنا چاہئے ممکن ہے کہ دوست دشمن ہو جائے اور دشمن دوست ہو جائے۔ (اور تمہیں اس کے باعث ندامت اور شرمندگی اٹھانی پڑے)

حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن سبا ان کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فوقیت

دیتاہے۔

آپ نے فرمایا میں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا ہے۔ جب آپ سے کہا گیا کہ ایسا شخص جو آپ سے محبت رکھتا ہے اور آپ کو افضل سمجھتا ہے آپ اُس کو قتل کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا واللہ جس شہر میں میں ہوں یہ وہاں نہیں رہ سکتا اور اس کو شہر بدر کر دیا

حضرت علیؓ ایک دن کوفہ میں فیصلہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے خیر الناس میرے معاملہ میں غور کیجئے واللہ میں نے آپ سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اس شخص کو سامنے پیش کرو۔ وہ سامنے حاضر ہوا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے اس نے عرض کیا نہیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا۔ کیا تم نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو دیکھا ہے اس شخص نے عرض کیا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ تو نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ تو نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے تو صرف تنبیہ و تہدید کرتا۔ لیکن جب ایسا نہیں تو جو چاہے کہتا پھر۔

سوید بن علقمہ سے مروی ہے کہ میں ایک مجمع پر سے گذرا جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کر رہے تھے۔ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ بعض شیعہ کے پاس سے گزر ہوا جو شیخین کا ذکر کر رہے تھے اور ان کی تنقیص کر رہے تھے۔ اگر وہ یہ نہ سمجھتے کہ آپ ان کے ہم خیال ہیں اور اس خیال کو پوشیدہ رکھتے ہیں تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرتے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا خدا کی پناہ میں اور ان کی نسبت خوبی اور بھلائی کے سوا کچھ بھی دل میں رکھوں۔۔ اُس شخص پر خدا کی لعنت جو ان کے متعلق خوبی اور بھلائی کے علاوہ کوئی خیال پوشیدہ رکھے یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور وزیر تھے۔ پھر آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے نکلے اور منبر پر چڑھے۔ آپ کے آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ اور ڈاڑھی ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور

اس کو دیکھ رہے تھے (اور ڈاڑھی سفید ہوگئی تھی) جب لوگ جمع ہوگئے آپ کھڑے ہوئے اور ایک بلیغ مختصر خطبہ پڑھا اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سردارانِ قریش کو جو مسلمانوں کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے ایسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے میں بری ہوں جو کچھ وہ کہتے ہیں میں اُس سے بری ہوں اور ان کے اس قول کی سزا دینے والا ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم جس نے دانہ کو شق کیا اور ہر ذی روح کو پیدا کیا۔ مومن پرہیزگار ہی ان سے محبت کرتا ہے اور فاجر و بدکار ہی ان سے کینہ رکھتا ہے۔ ان دونوں حضرات نے صدق و وفا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور سزائیں دیتے تھے۔ اور جو کچھ کرتے تھے اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے ہرگز تجاوز نہ ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کی رائے کی برابر کسی کی رائے نہ سمجھتے تھے۔ اور ان جیسی محبت بھی کسی سے نہ فرماتے تھے۔ حضورؐ ان سے خوش تشریف لے گئے۔ اور مسلمان بھی ان سے خوش رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا نایب بنایا۔ جب حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو بلالیا تو مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا اور زکوٰۃ ان کے حوالہ کی اس لئے کہ زکوٰۃ اور نماز کا اسلام میں ایک درجہ ہے۔ (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے اپنا قائم مقام بنایا تو زکوٰۃ لینے میں بھی آپ کے قائم مقام ہوں گے) بنو عبد المطلب میں میں پہلا شخص تھا جس نے ان کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں بعض لوگ اس کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بعض کا زکوٰۃ دینا بھی کافی ہے۔ خدا کی قسم آپ باقی لوگوں میں سب سے افضل اور نرم دل اور رحیم اور متقی اور متقدم الاسلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نرمی اور رحم دلی میں حضرت میکائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور عفو و وقار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت ابوبکرؓ آخر وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلتے رہے۔ اور اپنے

بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اس معاملہ میں لوگوں سے مشورہ کیا کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خلافت سے ناخوش تھے اور میں ان لوگوں میں تھا جو خوش تھے۔ واللہ حضرت عمرؓ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ ناپسند کرنے والے بھی ان کو پسند کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کا اتباع کیا اور ان کے آثار پر اس طرح چلے جیسے بچہ اپنی ماں کے نشانات قدم پر چلتا ہے۔ واللہ حضرت عمرؓ باقی لوگوں میں سب سے بہتر اور نرم دل اور رحیم اور ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنے والے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی زبان پر حق بات جاری کر رکھی تھی۔ جب بولتے تو ہم سمجھتے ایک فرشتہ ہے جو عمرؓ کی زبان سے بول رہا ہے۔ حق تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے اسلام کی وجہ سے اسلام کو عزت دی اور ان کی ہجرت کو دین کی مضبوطی کا باعث بنایا۔ اور مومنوں کے قلوب میں ان کی محبت اور کافروں اور منافقوں کے دلوں میں ان کی ہیبت پیدا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن پر سختی اور بدخلقی میں ان کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور غیظ و غضب میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ۔ کیا تمہارے پاس ان جیسا کوئی ہے؟ کوئی شخص بغیر ان سے محبت کئے اور بغیر اُن کا اتباع کئے اُن کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور میں اس سے بری ہوں۔ اگر میں پہلے اس کی ممانعت کر دیتا تو اس وقت سخت سزا دیتا۔ البتہ آئندہ جو شخص اس خیال کا میرے پاس لایا جائے گا اس کو وہ سزا ملے گی جو مفتری کو ملنی چاہئے۔

کوفہ میں ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا جو شیخین کو بُرا کہتا تھا حضرت علیؓ نے اپنے غلام سے فرمایا اے قنبر اس کی گردن اڑا دو۔ اس شخص نے عرض کیا آپ میری گردن کیوں اڑواتے ہیں۔ میں تو آپ کی ہی وجہ سے ان پر غصہ ہو رہا ہوں۔ حضرت علی نے کہا یہ کیوں کر؟

اس شخص نے عرض کیا میں ایک غریب آدمی ہوں جس کو رسول اللہ صلعم کی صحبت میسر نہیں ہوئی اور نہ یہ معلوم کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا رتبہ حضور کے یہاں کیا تھا۔ اور تمہارے یہاں اُن کی کتنی عظمت ہے۔ البتہ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا جو اکثر آپ کے پاس آتے جاتے ہیں وہ آپ کو ان دونوں سے افضل بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ انہوں نے ظلماً آپ کی حق تلفی کی اور پہلے خود خلیفہ بن گئے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا، کیا تو ان لوگوں کو جانتا ہے، اس شخص نے جواب دیا، نام نہیں جانتا مگر ہاں صورت دیکھ کر پہچان سکتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ خدا اور رسول کے حکم سے یہ دونوں مجھ سے پہلے خلیفہ بنے اور مجھ پر ایک ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کیا۔ اور اگر تو اپنی غربت اور شیخین کی نسبت اپنی کم علمی کا اعتراف نہ کرتا تو میں اس وقت تیری گردن اڑا دیتا۔ پھر غلام سے فرمایا اے قنبر نماز کے لئے منادی کرو۔ اور ظہر کا وقت تھا لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے اوّل نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی کما حقہ حمد و ثنا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا چاہئے تھا درود سلام بھیجا۔ اور مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ حق عزّوجل نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت بھیجا جب کہ اسلام پرانا ہو گیا اور دین کی رونق جاتی رہی تھی اور کفر کی وجہ سے ظلمت پھیل گئی تھی اور لوگ زمانہ جاہلیت کی گمراہیوں میں پڑے ہوئے بتوں کی عبادت اور مورتیوں کی تعظیم کرتے تھے اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کا انکار کرتے تھے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اللہ ذات پاک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لوگوں نے حضور کو جھٹلایا اور کہا اجعل الالٰھۃ الٰھا واحدا ان ھذا لشیٔ عجاب لیکن حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی تصدیق کی اور میں اُس وقت بچہ ہی تھا اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکتا تھا اور رسول اللہ صلعم کی پرورش اور آپ کے گھر میں رہتا تھا۔ اس حالت میں حضرت ابوبکر ہمیشہ حضورؐ کے ساتھ رہے لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہے اور ان کو

ڈرلتے دھمکاتے لیکن خود ان کے ڈرائیے سے نہ ڈرتے تھے۔ اور امور دین کو کھلم کھلا کرتے۔ اور اپنے ایمان کو نہ چھپاتے حتیٰ کہ قریش کہنے لگے کہ ابن ابی قحافہ تو مجنوں ہوگیا۔ اسلام کے لئے ابوبکرؓ ہی احق اور اولیٰ تھے۔ رسول اللہ صلعم کو ان سے زائد کسی سے محبت نہ تھی۔ اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حضورؐ کے بعد ان سے زائد صاحب اکرام کوئی نہیں اور نہ کوئی شخص دنیا و آخرت میں ابوبکرؓ سے بہتر اور افضل ہے۔ بعض لوگ مجھے شیخینؓ سے افضل کہتے ہیں ان کے قلوب میں بقیہ نفاق ہے اور اس سے ان کا مقصود مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور امت محمدیہ میں اختلاف پیدا کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حال پہلے ہی مجھے بتا دیا تھا اور ان کے قتل کا حکم فرمادیا تھا۔ اور قریب ہی آخر زمانہ میں ان کی حکومت ہوگی جس میں خسران و نامرادی کی آفت بڑھ جائے گی۔ اور شریر روافض کی تبلیغ کو عروج ہوگا۔ اور ان کے مخالف ذلیل ہوں گے۔ حق مٹ جائے گا۔ اور رفض و بدعت اور گناہ و بدکاری کھلم کھلا ہوگی۔ اور دولت سب ان کے پاس منتقل ہو جائے گی۔ عزت ان کو حاصل ہوگی اور اُن کی سوء حالی نرم پوشاک اور عمدہ لباس سے بدل جائے گی۔ اس وقت جو لوگ علانیہ بھائی بھائی ہوں گے وہ باطن میں دشمن ہوں گے کذب ان کے نزدیک خوبی ہوگا اور بدکاریاں ان سے ظاہر ہوں گی۔ اور باوجود مغلظہ قسموں کے عہد و پیماں کی پرواہ نہ کریں گے۔ اور نقضِ عہد کریں گے۔ قرآن کو بغیر سوچے سمجھے پڑھیں گے۔ اور معارف و علوم کو لغویات سے بدلیں گے۔ مصاحف کو معطل اور بے کار کر دیں گے۔ اور پے در پے معاصی کریں گے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب و شتم ان کی بُرائی ان لوگوں کا مذاق ہوگا اور صحابہ کے اُن واقعات کا اتباع کریں گے جن کو حق تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ اس سے مقصود صحابہ کی تضحیک اور توہین ہوگا، یہ باتیں چھوٹا بڑے سے سیکھے گا اور انہی خیالات میں نشو و نما ہوگا۔ پس سنت مٹ جائے گی۔

اور بدعت کا احیاء ہوگا اس زمانہ میں جو شخص متبع سُنّت ہوگا۔ وہ افضل الشہداء اور اور افضل العباد اور افضل المجاہدین ہے۔ ان کے لئے بشارت ہے۔ ان کی مصیبت کس قدر بڑی ہوگی۔ اس زمانہ میں بچہ سے زائد بڑا ابلا میں مبتلا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے ان کے ایمان کو کم کر دیا اور ان کے اعمال برے کر دیئے جس سے خدا کی زمین ان پر غضب ناک ہوگی اور آسمان بادلِ ناخواستہ ان کو سایہ کرے گا۔ اور تختہ زمین پر کوئی شخص عنداللہ ان سے زائد مبغوض نہ ہوگا۔ ان کی علامات بہت ہیں۔ جن سے یہ پہچانے جا سکتے ہیں۔ جماعت کا چھوڑنا اور سلف صالحین میں گفتگو کرنا۔ اور نمازوں میں تاخیر کرنا اور سنت کی تردید کرنا۔ اور آثار صحابہ کو نہ ماننا۔ اور کفار سے یگانگت۔ اس وقت ان کے سلاطین کا لباس حریر و دیباج ہوگا۔ اور مغنیات کو رکھیں گے۔ حکمتوں کی خرید و فروخت کرنا اور دین کا ضائع کرنا اور زنا کو حلال سمجھنا اور سود کھانا اور آزاد کی خرید و فروخت اور دین اور متبع سنت کا مذاق اڑانا۔ اور مرگ مفاجات۔ اور بازاروں میں عورتوں کی خرید و فروخت اور راستوں کا بند ہونا۔ اور ذمیوں کا حاکم ہونا۔ اور اہل مذہب کی ذلت اور کمینوں کا سوار ہونا اور غریب کا قتل اور غلاموں کا دولت مند ہونا۔ اور مخنثوں کی کثرت اور عورتوں کا سوار ہونا۔ اور بلند و پختہ عمارتیں بنانا اور اہل ہوی اور اہل بدعت کی طرف طبیعتوں کا مائل ہونا اور صاحب ثروت کی تعظیم کرنا۔ اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زائد شریر ہوں گے۔ انہی سے فتنہ و فساد نکلے گا اور ان کی طرف لوٹ جائے گا۔ عالم ملکوت میں ان کا نام ارجاس (   ) و انجاس (   ) ہوگا۔ جب اصحاب رسول اللہ صلعم کو محفلوں اور مجلسوں اور مسجدوں میں لعنت کی جائے گی اور لوگ اس کو اپنا شعار بنائیں گے تو حکمت سینوں سے نکل جائے گی اور ایک سبز و سرخ ہوا نازل ہوگی جس سے حق تعالیٰ ان کو بندر

اور سور کی شکلوں میں مسخ کر دیں گے۔

لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین اگر ہم اس زمانہ کو پائیں تو کیا کریں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا ایسے رہنا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفقاء رہے اور صبر کرنا۔ اور حسن ذات پر ہم ہیں اس پر استقامت سے قائم رہنا اور حق تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور صحابہ کی محبت کا حکم فرمایا ہے۔ تم اس پر جمے رہنا۔ اور روافض کے پاس اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دینا ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا کہ جنگلوں میں چلے گئے اور مشقتوں کو برداشت کیا۔ اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ حق اور سنت پر مرنا بدعت اور عصیان کی حیات سے بدرجہا بہتر ہے۔ خوب سمجھ لو کہ نبی صلعم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق ہیں۔ پھر عثمانؓ ذوالنورین اور پھر میں ہوں۔ میں نے تمہارے روبرو اور تمہاری پیٹھ پیچھے یہ صاف صاف کہہ دیا اب تمہیں مجھ پر حجت کی گنجائش نہیں۔ اور میں اللہ بالا و برتر سے اپنے اور تمہارے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

وہ احادیث جو حضرت علیؓ کے فضائل میں حضرت عمرؓ سے مروی ہیں

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جنگ حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ شخص حملہ آور ہے پیچھے ہٹنے والا نہیں۔ حق تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے دائیں جانب اور حضرت میکائیل علیہ السلام

اُس کے بائیں جانب ہوں گے۔ یہ شب ہر مسلمان نے اس خواہش میں گذاری کہ وہ شخص میں ہوں۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں نظر نہیں آتے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت علیؓ خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا مجھ سے قریب ہو۔ وہ قریب ہو گئے۔ پھر حضورؐ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور آنکھوں کو اپنے دست مبارک سے ملا اور حضرت علیؓ حضورؐ کے سامنے سے ایسے اُٹھے کہ گویا آنکھ دکھنے ہی نہ آئی تھی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تین فضیلت ہیں اگر ان میں سے ایک بھی میرے لئے ہو تو مجھے سُرخ اونٹوں (ہر نعمت) سے زائد محبوب تھے۔ حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے نکاح۔ اور حضرت علیؓ کا رسول اللہ کے ہمراہ مسجد میں رہنا۔ کہ مسجد سے حالت جنابت میں گذرنا جیسا حضورؐ کے لئے جائز تھا، حضرت علیؓ کے لئے بھی جائز تھا۔ اور جنگ خیبر میں حضرت علیؓ کو جھنڈا دینا۔

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو حضرت علیؓ کو گالی دیتے ہوئے سنا تو فرمایا۔ میرے خیال میں تو منافق ہے۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے ایسے قائم مقام ہو جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے۔ لیکن چونکہ میرے بعد نبوت ختم ہو گئی لہٰذا تم نبی نہ ہو گے۔

جب حضورؐ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو عورتوں اور ضعفاء کی خبر گیری کے لئے مدینہ چھوڑ دیا۔ منافقین نے طعنہ دیا کہ حضور نے بزدلی کے باعث ان کو چھوڑا۔ جب حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو تلوار وغیرہ لے کر چلا گئے اور مقام حرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور عرض کیا کہ منافقین کا یہ خیال ہے۔ حضورؐ نے

اس کی تردید کی اور فرمایا تم بمنزلہ ہارون علیہ السّلام کے ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام میقات کو جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السّلام کو اپنا نائب بنا گئے تھے ایسا ہی میں تمھیں اپنا نائب بنا کر لڑائی کے لئے جا رہا ہوں۔ حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی غیبت میں نبی تھے۔ اب چونکہ نبوت ختم ہو چکی لہٰذا تم میری عدم موجودگی میں نبی نہ ہوگے بلکہ صرف میرے قائم مقام ہوگے۔ اور حضرت علیؓ کو واپس کر دیا۔ اس حدیث سے حضرت علیؓ کا مستحق خلافت ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حضرت ہارون علیہ السّلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد ان کے خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے وصال سے چالیس سال قبل ان کا وصال ہو گیا تھا۔ البتہ حضرت علیؓ کے خلیفہ نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ معنی یہ ہیں کہ جیسا حضرت ہارون علیہ السّلام میقات کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خلیفہ ہوئے ایسا ہی تم بھی زمانہ سفر میں میرے خلیفہ ہو۔ اور جیسا ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ نہیں ہوئے ایسا ہی تم بھی میرے بعد میرے خلیفہ نہ ہوگے۔

جب وفد ثقیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا تم اسلام لے آؤ۔ ورنہ حق تعالیٰ میری طرف سے ایسا شخص بھیجے گا جو تمہاری گردنیں اڑا دیگا اور تمہارے بچوں کو قید کرے گا اور تمہارے مال و دولت کو چھینے گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اس روز کے علاوہ کبھی امارت کی تمنا نہیں کی اور میں اپنا سینہ باہر نکال کر بار بار سامنے آتا تھا کہ شاید حضورؐ یہ ارشاد فرمادیں کہ وہ شخص یہ ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ شخص یہ ہے وہ شخص یہ ہے"۔

دو شخص حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور پوچھا باندی کی طلاق کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ کچھ لوگ حلقہ بنائے ہوئے کھڑے تھے اُن میں ایک شخص تھا جس کے سر کے اگلے حصہ پر بال نہ تھے۔ حضرت عمرؓ اس کے پاس گئے اور پوچھا مملوکہ کی طلاق میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اس نے جواب دیا "دو طلاق ہوں گی" ان میں سے ایک شخص بولا آپ امیر المومنین ہیں اس لئے ہم آپ کے پاس آئے اور طلاق مملوکہ کا مسئلہ پوچھا اور آپ نے ایک دوسرے شخص سے پوچھکر جواب دیا اور اس شخص نے آپ سے بات بھی نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کم بخت جانتا بھی ہے یہ کون ہیں۔ یہ علیؓ بن ابی طالب ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آسمان و زمین ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور علیؓ کے ایمان کے ہموزن بوجھ دوسرے میں تو علی کا ایمان جھکا رہے گا۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے حضورؐ نے حضرت علیؓ کے متعلق ارشاد فرمایا جس کا میں آقا ہوں اُس کا علیؓ بھی آقا ہے۔

حضرت براء کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ جب غدیر خم (نام جگہ) پر پہونچے تو حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حاضرین سے فرمایا "کیا میں مومنوں کو اُن کی اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں ؟" لوگوں نے عرض کیا "ہاں" پھر فرمایا یہ میرا مولی ہے اور ہر اس شخص کا سردار ہے جس کا میں سردار ہوں۔ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَن عَادَاہُ (اے اللہ جو علیؓ سے دوستی رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو شخص علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس کو دوست نہ رکھ)

حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے ملے اور کہا مبارک ہو آج تم ہر مومن مرد و عورت کے دوست بن گئے۔ (حضرت اسامہ نے کسی بات پر حضرت علیؓ سے کہہ دیا تھا "تم میرے آقا نہیں بلکہ میرے آقا رسول اللہ صلعم ہیں" اس پر حضورؐ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا اور مقصود

حضرت اسامہ کو تنبیہ کرنا تھا)

وہ احادیث جو حضرت عمرؓ کے فضائل میں

حضرت علی سے مروی ہیں

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب (اے خدا اسلام کو عمر بن الخطاب کی وجہ سے قوت اور نصرت دے)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شہر مداین کو حق تعالیٰ نے فتح کرایا تو حضرت عمرؓ نے دسترخوان کے لئے حکم فرمایا اور دسترخوان مسجد میں بچھائے گئے۔ سب سے اوّل حضرت حسن لپک کر آئے اور کہا اے امیر المومنین مال غنیمت سے میرا حق دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فراخی اور مکرمت کی دعا دی اور ان کے لئے ایک ہزار کا حکم دیا حضرت حسنؓ لوٹ گئے اور حضرت حسینؓ آئے اور کہا اے امیر المومنین مال غنیمت سے میرا حصہ دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بھی دعا دی اور ان کے لئے بھی ایک ہزار کا حکم فرمایا۔ یہ بھی لوٹ گئے۔ اور حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ آئے اور کہا اے امیر المومنین مال غنیمت سے میرا حصہ دیجئے حضرت عمرؓ نے ان کو بھی دعا دی اور ان کے لئے پانچ سو کا حکم فرمایا۔ حضرت عبداللہ نے عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک طاقتور آدمی ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تلوار چلائی جب کہ حسنؓ و حسینؓ بچے ہی تھے اور مدینہ کی گلیوں میں گھسٹتے پھرا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ایک ایک ہزار دیئے اور مجھ کو پانچ سو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، ہاں دیئے، تو بھی جا کر ان جیسے ماں وباپ ان جیسے نانا و نانی ان جیسے چچا و پھوپی، ان جیسے

ماموں و خالہ لاؤ تو تجھے بھی ایک ہزار مل جائیں گے) اور تو ہرگز نہیں لا سکتا۔ اس لئے کہ حضرت علیؓ ان کے باپ ہیں اور حضرت فاطمہؓ ان کی ماں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نانا ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ ان کی نانی ہیں حضرت جعفر ان کے چچا تھے اور حضرت ام ہانی ان کی پھوپی اور حضورؐ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم ان کے ماموں تھے۔ اور حضورؐ کی صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم ان کی خالہ۔ حضرت علیؓ نے جب یہ سُنا تو کہنے لگے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے عمر بن الخطاب اہل جنت کے لئے چراغ ہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب اس کی خبر ہوئی تو کچھ صحابہ کو لے کر حضرت علیؓ کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت علیؓ گھر سے نکلے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ عمر بن الخطاب اہل جنت کا چراغ ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا "مجھے ایک رقعہ لکھ دو" حضرت علیؓ نے یہ لکھ کر آپ کو دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ھذا ما ضمن علی بن ابی طالب لعمر بن الخطاب عن رسول اللہ صلعم عن جبرئیل عن اللہ عز وجل ان عمر بن الخطاب سراج اھل الجنۃ فی الجنۃ یہ وہ معاہدہ ہے جو علیؓ بن ابی طالب نے عمر بن الخطاب سے کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے رب العزت والجلال کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے کہ عمر بن الخطاب اہل جنت کا چراغ ہے۔)

حضرت عمرؓ نے اس پرچہ کو لیا اور اپنے کسی صاحبزادہ کو دے کر فرمایا میرے مرنے کے بعد جب غسل و کفن وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کو میرے ساتھ کفن میں لپیٹ دینا۔ تاکہ میں اپنے پروردگار کے سامنے اس کو لے کر حاضر ہوں۔ جب حضرت عمرؓ کا وصال ہوا اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو وہ پرچہ آپ کے کفن میں لپیٹ دیا اور آپ کو دفن کر دیا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمر بن الخطاب کے

غضب سے بچاکر وجب عمرؓ غصہ ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے حق تعالیٰ غضب نازل فرماتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے اقوال حضرت علیؓ کے مناقب میں اور بعض مسائل میں حضرت علیؓ کی رائے کی طرف رجوع کرنا

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اثناء خطبہ میں فرمایا کہ علی بن ابی طالب ہم سے زاید خوبی کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں اور ابی بن کعب قرآن سب سے اچھا پڑھتے ہیں۔

ایک مجنونہ عورت نے زنا کیا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر کی گئی حضرت عمرؓ نے اس کو رجم کرانا چاہا تو حضرت علیؓ نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ نے نہیں سنا حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے تین شخص مرفوع القلم ہیں۔ مجنون۔ ہوش میں آنے تک۔ اور بچہ بالغ ہونے تک۔ اور سونے والا بیدار ہونے تک۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس مجنونہ کو چھوڑ دیا۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک حاملہ عورت پیش کی گئی۔ حضرت عمر کے دریافت کرنے پر اس نے بدکاری کا اقرار کیا جس پر حضرت عمر نے اس کے رجم کا حکم فرمایا۔ راستہ میں حضرت علیؓ نے اس عورت کو دیکھ کر پوچھا اس کا کیا معاملہ ہے لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین نے اس کے لئے سنگ ساری کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ اور جا کر حضرت عمر سے پوچھا کیا آپ نے اس کو رجم کا حکم کیا؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہاں۔ اس نے میرے سامنے بدکاری کا اقرار کیا۔ حضرت علی نے کہا آپ کی یہ دلیل اس عورت پر چل سکتی ہے اور اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے آپ اس کو کس دلیل سے قتل کرتے ہیں اور شاید آپ نے اس کو

ڈرایا دھمکایا ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہاں یہ تو ہوا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص مصیبت اور بلا کے بعد اقرار کرے اس پر حد نہیں اور مقید اور محبوس اور مکرہ کا اقرار معتبر نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور فرمایا عورتیں علی بن ابی طالب جیسا جننے سے عاجز ہیں۔ اگر آج علی نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک عورت پیش کی گئی جو پیاس سے بے تاب ہو کر ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس سے پانی مانگا۔ چرواہے نے جب تک کہ اپنے پر اس کو قدرت نہ دی پانی پلانے سے انکار کیا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کے رجم کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا میرے خیال میں یہ مضطرہ ہے لہٰذا اس کو چھوڑ دینا چاہیئے اور حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر کی گئی جس نے عدت میں نکاح کر لیا تھا حضرت عمرؓ نے ان میں تفریق کرا دی اور مہر بیت المال میں داخل کر دیا۔ اور فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک نکاح کو رد کر دوں اور اس کا مہر جائز رکھوں۔ اور فرمایا کہ آئندہ کبھی یہ دونوں نکاح نہ کریں۔ جب حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگرچہ لوگ سنت سے ناواقف ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ عورت کو حلال سمجھا ہے اس لئے مہر دینا ہوگا اور ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ بعد انقضاء عدت دوسروں کی طرح یہ بھی پیغام دے سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے وعظ کہا اور فرمایا امور جاہلیت کو سنت کے مطابق کرنا چاہیئے۔ اور حضرت علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔

حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ مملوک کس قدر نکاح کر سکتا ہے؟ اور حضرت علیؓ سے

کہا اے یمنی چادر والے تمہارے ہی سے سوال کرنا مقصود ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "دو نکاح کر سکتا ہے۔"

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک لڑکے کے جنازہ پر تھے۔ حضرت علیؓ نے اس لڑکے کے باپ سے کہا اس کی ماں سے ابھی جماع نہ کرنا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیوں اس کی کیا وجہ۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا، تاکہ حمل نہ ٹھیر جائے پھر وہ بچہ اپنے بھائی کی میراث کا دعویٰ کرے حالاں کہ وہ اس کا وارث نہیں ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے خدا جس پیچیدہ مسئلہ میں حضرت علیؓ کی رہنمائی نہ ہو میں اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

ایک شخص نے حضرت علیؓ کے ظلم کی چارہ جوئی کی اس وقت حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا اے ابوالحسن یہاں سے اٹھو اور اپنے حریف کے پاس بیٹھو۔ حضرت علیؓ اٹھ کر اپنے حریف کے پاس بیٹھ گئے۔ جب بحث ختم ہوئی اور وہ شخص چلا گیا تو حضرت علیؓ پھر اپنی جگہ آ بیٹھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھ کر پوچھا اے ابوالحسن کیا بات ہے تمہارا چہرہ متغیر دیکھ رہا ہوں۔ کیا یہ بات تمہیں بری معلوم ہوئی؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا، ہاں اے امیرالمومنین۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیوں؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا اس لئے کہ آپ نے میرے حریف کے سامنے مجھے کنیت سے پکارا آپ کو میرا نام لے کر کہنا چاہیئے تھا کہ اے علیؓ اٹھو اور اپنے حریف کے پاس بیٹھو۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کا سر پکڑا اور پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لے کر فرمایا میرے باپ تم پر قربان تمہارے سبب سے حق تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور تمہارے ہی سبب سے ظلمات سے نکال کر روشنی میں پہنچایا۔

حضرت عمرؓ نے اثناء وعظ میں فرمایا اگر ہم تم سے نیک کاموں کو چھوڑ کر منکرات

کرائیں تو بتاؤ تم کیا کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے یہ فقرہ تین مرتبہ کہا۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المومنین اس وقت ہم آپ سے توبہ کرائیں گے، اگر آپ نے توبہ کر لی تو ہم اس کو قبول کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اگر توبہ نہ کی تو کیا کرو گے" حضرت علیؓ نے جواب دیا "اس وقت ہم آپ کو قتل کر دیں گے" حضرت عمرؓ نے فرمایا الحمد للہ ابھی اس اُمت میں ایسے شخص موجود ہیں کہ اگر ہم کجروی اختیار کریں تو وہ راہ راست پہ لے آویں

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن مجھے کوئی نصیحت کرو۔ حضرت علیؓ نے کہا اپنے یقین کو شک مت بناؤ۔ اور اپنے علم کو جہل نہ بناؤ۔ اور اپنے گمان کو حق نہ سمجھو کہ دُنیا میں سے تمہارا حصہ وہ بھی ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں دے کر چلتا کر دیا اور تقسیم کر کے برابر کر دیا اور پہن کر پُرانا کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "اے ابوالحسن تم نے بالکل سچ کہا"

حضرت عمرؓ نے اثنائے وعظ میں فرمایا، زیادہ ڈر مجھے اس امر کا ہے کہ ایک بے گناہ مسلمان کو پکڑ کر اس کا گوشت اس طرح جلایا جائے گا جیسے اونٹوں کا گوشت بھونا جاتا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ شخص مجرم ہے۔ لیکن وہ بالکل بے قصور ہو گا۔ حضرت علیؓ منبر کے پاس بیٹھے تھے اٹھے اور کہا اے امیر المومنین یہ کب ہو گا۔ پھر خود ہی بولے۔ یہ اس وقت ہو گا جب آفتیں کھڑی ہو جائیں گی اور نخوت پیدا ہو جائے گی اور فتن اس طرح پیدا کریں گے جیسے چکی دانہ کو پیستی ہے اور جیسے آگ لکڑیوں کو خاک کر دیتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "اے علیؓ یہ کب ہو گا" حضرت علیؓ نے کہا یہ اُس وقت ہو گا جب لوگ دنیا کی خاطر تجربے کریں گے اور علم سیکھیں گے لیکن عمل کی نیت نہ ہو گی۔ اور دُنیا کو آخرت کے ذریعہ سے کما دیں گے۔

سب نے سفید کپڑوں میں احرام باندھا اور حضرت عقیل ابن ابی طالب نے گلابی چادروں میں احرام باندھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا تمہیں بھی خلاف کرنے

کی حرص ہے۔ لوگ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو آپ نے سُرخ پہنے۔ حضرت علیؓ نے کہا، کوئی ہمیں سنت کا اتباع بتانے والا نہیں رہا۔ " حضرت عمرؓ نے جواب دیا" سچ کہتے ہو۔ سچ کہتے ہو"

حضرت عمرؓ حج کر رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھ کسی نے پھوڑ دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "تیری آنکھ کس نے پھوڑی" اس شخص نے جواب دیا "حضرت علیؓ نے" حضرت عمرؓ نے فرمایا "خیر تیری آنکھ اللہ کے واسطے جاتی رہی" اس کے سوا نہ اُس سے واقعہ پوچھا اور نہ وجہ دریافت کی۔ یہ شخص ابھی وہیں تھا کہ حضرت علیؓ آگئے۔ اور کہنے لگے یہ شخص اثناء طواف میں بیت اللہ کی طرف دیکھ رہا تھا اس لئے میں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے علیؓ تم نے ناحق خدا کے نور کو ضائع کیا۔

قریش کے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے ان میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ اور شرف و بزرگی کا ذکر تھا اور حضرت علیؓ خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن تم کو کیا ہوا خاموش کیوں ہو؟ حضرت علیؓ اس وقت بولنا نہ چاہتے تھے۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں ضرور بولنا پڑے گا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا

فی کل معترک تزیل سیوفنا	فیھا الجماجم عن فراخ الھام
اللہ اکرمنا بنصر نبیہ	وفیا اعز شرائع الاسلام
ویزورنا جبرئیل فی ابیاتنا	بفرائض الاسلام والاحکام
فنکون اول مستحل حلۃ	ومحرم للہ کل حرام

جب حضرت علیؓ کا کلام ختم ہو گیا تو حضرت عمر نے کہا اے میرے بھتیجو کیا تم اس کی گواہی دوگے وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اور اپنے باپ (حضرت علیؓ) کی طرف دیکھنے لگے حضرت علیؓ

نے فرمایا "گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہ ہوں۔

اہل نجران اپنی کتاب سرخ چمڑے میں رکھے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس لائے اور عرض کیا کہ ہم آپ کو اس مکتوب کی قسم دیتے ہیں جس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور اس سفارش کی قسم دیتے ہیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ کہ ہم کو ہماری اراضی واپس کر دی جائیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "حضرت عمرؓ زیادہ واقف اور تجربہ کار ہیں"

عاصم بن جعد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اگر حضرت عمرؓ کو کبھی کسی بات پر طعنہ دیتے تو آج دیتے

(ف) اہل نجران حضرت علیؓ کی سفارش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جزیرہ عرب میں رہتے تھے اور ان سے ایک معاہدہ لکھا گیا تھا جس کو حضرت علیؓ نے لکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو جزیرہ عرب سے خارج کر دیا۔ اس وقت اہل نجران حضرت علیؓ کے پاس وہ پرانا معاہدہ لے کر آئے اور چاہتے تھے کہ پھر وہیں واپس ہو جائیں مگر حضرت علیؓ نے انکار کر دیا۔

شعبی سے مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ کوفہ میں آئے تو فرمایا، جس گرہ کو حضرت عمرؓ باندھا ہو میں اس کو نہیں کھول سکتا۔

حضرت علیؓ اونی چادر اوڑھے ہوئے گھر سے نکلے اور کہنے لگے یہ کپڑا میرے بھائی اور میرے دوست اور میرے ہمراز اور میرے مخلص امیر المومنین نے مجھے پہنایا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا جو قریب البلوغ تھا اور اس کے زلفیں بھی تھیں اور سر پہ بال بھی۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس وقت تردد میں تھا کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ پھر اس سے بھی زائد خوب صورت لڑکے پر گذر ہوا جو حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ میں نے ان سے کہا خدا تمھیں اس لڑکے سے محفوظ رکھے جو تمہارے پاس

بیٹا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ میرا لڑکا عثمانؓ ہے۔ میں نے اس کا نام حضرت عثمانؓ کے نام پر رکھا ہے اور میں نے اپنے بعض بچوں کے نام حضرت عمرؓ اور حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے نام پر بھی رکھے ہیں۔ بلکہ آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر بھی نام رکھا ہے۔ اور حسنؓ و حسینؓ اور محسن کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ اور حضور ہی نے ان کا عقیقہ کرایا اور ان کے سر کے بال اتروا کر اس کے ہموزن چاندی صدقہ کرائی۔ اور حضور کے فرمان کے بموجب اُن کی ناف کاٹی گئی۔ اور ختنہ کرائی گئیں۔

حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کی رائے کی طرف رجوع کرنا

قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اقرار کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق فیصلہ کیا اور اس کے اقرار کی وجہ سے عاقلہ (کنبہ) سے دیتہ دلانے سے انکار کیا حضرت علیؓ نے کہا اے امیر المومنین جب یہ تسلیم کر رہا ہے تو اس کو سچا سمجھنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اس کا اس وقت اقرار اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا امیر المومنین (وفقک اللہ) آپ ہم سے ہر خبر میں سبقت لے جاتے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ مالک کے انتقال کے بعد ام ولد (وہ باندی جس سے مالک کی اولاد ہو) آزاد ہو جاتی ہے۔ میری اور حضرت عمرؓ کی ایک رائے تھی لیکن اب میرے نزدیک وہ مملوکہ ہی رہے گی۔ عبیدہ سلمانی نے کہا۔ اختلاف کی صورت میں ایک کی رائے سے آپ کی متفقہ رائے اولیٰ ہے۔

عبداللہ بن محیریز کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت عمرؓ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی جب نماز ختم ہو گئی تو داہنی طرف کے لوگ کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے کوڑے سے اشارہ

کر کے ان کو بٹھایا۔ جب حضرت علیؓ کے پاس پہنچے تو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، تو اُن سے کہا اے علیؓ واللہ مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علیؓ کا اپنی صاحبزادی اُمّ کلثوم کا حضرت عمرؓ سے نکاح کرنا

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے حضرت ام کلثوم سے نکاح کے متعلق کہا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا میرا اسے بنی جعفر کو دینے کا خیال ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھ سے نکاح کر دو۔ واللہ اس کی ددھیال میں کوئی میری برابر اس کا خیال نہ رکھے گا۔ پھر حضرت علیؓ نے ان کا نکاح حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ حضرت عمرؓ مسجد میں آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے نکاح کے لئے آراستہ کرو اُنہوں نے عرض کیا "کس سے" حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ حضرت علیؓ کی صاحبزادی اور حضورؐ کی نواسی ام کلثوم سے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ بجز میرے تعلق اور نسب کے ہر تعلق اور نسب ختم ہو جائے گا۔ پس میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی تعلق ہو جائے۔

حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا میں ام کلثوم کو تمہارے پاس بھیج دوں گا تاکہ تم اس کی صغر سنی کو دیکھ لو۔ اور حضرت ام کلثوم کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت ام کلثوم نے کہا میرے باپ (حضرت علیؓ) تم سے کہتے ہیں۔ کیا تمہیں یہ لباس پسند ہے۔" حضرت عمرؓ نے جواب دیا "ہاں پسند ہے" پھر حضرت علیؓ نے ان کا نکاح کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ نے چالیس ہزار

درہم مہر میں دیئے۔

(ف) حدیث میں لفظ حلہ (چادر) ہے اور چادر لباس میں داخل ہے اور حق تعالیٰ نے عورتوں کو بھی لباس کہا ہے۔ لہٰذا اس مناسبت سے یہاں چادر سے مراد عورت ہوئی۔

مروی ہے کہ جب حضرت ام کلثوم حضرت عمرؓ کے پاس آئیں اور حضرت عمرؓ نے ان کا نقاب اٹھانے کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے چھوڑ۔ اگر تو امیر نہ ہوتا تو ضرور چپت مارتی۔

مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے عذر کیا کہ ام کلثوم چھوٹی بچی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر زندہ رہی تو بڑی ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے علاوہ اس کے دو بڑے اور بھی ہیں مجھے ان سے بھی مشورہ لینا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ منتظر رہے اور حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور تنہائی میں لے جا کر حمد و ثنا کے بعد ان سے کہا۔ حضرت عمرؓ تمہاری بہن کے لئے پیغام دیتے ہیں۔ میں نے ان سے کہدیا کہ میرے سوا اس کے دو بڑے اور ہیں اور میں نے بغیر تم سے مشورہ کئے نکاح کرنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت حسینؓ خاموش رہے اور حضرت حسنؓ بولے اور حمد و ثنا کے بعد کہا اے باپ حضرت عمرؓ جیسا کون ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش تشریف لے گئے۔ پھر خلیفہ ہوئے تو عدل و انصاف کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے تمہارے بغیر بات پکی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پھر فرمایا۔ ام کلثومؓ کو بلاؤ۔ ام کلثوم بلائی گئی۔ تو ایک بچی ایک کرتہ پہنے ہوئے آئی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بیٹی میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس تھا اُنھوں نے مجھ سے ایک چیز مانگی اب تم ان کے پاس جاؤ۔ سلام کہنا۔ اور کہنا مجھ کو میرے باپ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے

آپ کی حاجت پوری کر دی۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ان کا کرتہ اتار دیں لیکن انہوں نے کرتہ چھڑا لیا اور واپس ہوگئیں اور والد ماجد سے جا کر کہا تمہارا پیغام حضرت عمرؓ کو پہنچا دیا۔ تم نے مجھے اس لئے بھیجا تھا تاکہ حضرت عمرؓ مجھے خرید لیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ تمہارے لئے زیادہ مناسب ہیں۔ حضرت ام کلثوم نے کہا آپ نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اگر تم بڑی ہوتیں تو تم سے اجازت لیتا۔ لیکن آج تمہارا معاملہ میرے اختیار میں ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے حضرت ام کلثوم سے ایک بچہ ہوا جس کا نام زید رکھا۔ عبدالملک سے کسی نے کہا یہ شخص حضرت عمرؓ کا بھی صاحبزادہ ہے اور حضرت علیؓ کی بھی اولاد ہے۔ عبدالملک کو اپنی سلطنت کا خوف ہوا اور اس نے ان کو زہر دے دیا۔

حضرت علیؓ کا ارشاد حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد

حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد جب ان پر چادر ڈال دی گئی تو حضرت علیؓ نے کہا حق تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں کہ میری خواہش ہو کہ اس جیسے اعمال لے کر خدائے تعالیٰ کے روبرو پیش ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو آپ کے دوستوں (حضور اور حضرت ابوبکرؓ) سے ضرور ملائے گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے "میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے" "میں ابوبکرؓ اور عمرؓ (فلاں جگہ گئے)"

اے عمرؓ بن الخطاب (رحمک اللہ) تم آیات اللہ کے عالم تھے۔ تمہارے سینہ میں حق کی عظمت تھی تم صرف خدا سے ڈرتے تھے اور دین میں، لومۃ لائم، کی پرواہ نہ کرتے

تھے۔ تم حق کے لئے سخی تھے اور باطل کے لئے بخیل اور دنیا سے بھوکے اور آخرت سے سیر۔

مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ کی وفات کا حال معلوم ہوا تو غسل کر کے گھر سے نکلے سلام کیا اور سر جھکا لیا۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا، حضرت عمرؓ پر نوحہ کہنے والی نے کیا خوب کہا ہے "آہ عمرؓ ٹیڑھے کو سیدھا کیا اور بیمار کو شفا دی۔ (یعنی ریاست خوب کی) آہ عمرؓ پاک وصاف کم گناہوں کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے۔ آہ عمرؓ سنت کو ساتھ لے گئے۔ اور فتنہ وفساد چھوڑ گئے۔" اس کو کیا معلوم محض الفاظ ہیں جو اس کی زبان سے نکل گئے۔ واللہ حضرت عمرؓ خیر کی طرف تشریف لے گئے اور شر وفساد سے دور ہو گئے۔

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے فضائل میں احادیث اور حضرت عمرؓ کا ارشاد

حضرت علیؓ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر پہچان لی اور اس سے کہا یہ زرہ میری ہے فلاں دن گر گئی تھی۔ یہودی نے جواب دیا نہ معلوم تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ چلو ہمارا تمہارا فیصلہ قاضی مسلمین کریں گے اور دونوں شریح قاضی کے پاس گئے۔ جب انہوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو اپنی جگہ ان کے لئے چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت علیؓ بیٹھ گئے۔ اور شریح کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر میرا حریف مسلمان ہوتا تو میں اس کے ساتھ تمہارے سامنے بیٹھتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہود کو اپنی برابر مت بٹھاؤ۔ اور نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ان کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اگر کہیں تمہیں یہ مل جائیں تو

ان پر راستہ تنگ کردو۔ اگر یہ گالی دیں تو ان کو مارو۔ اور اگر یہ ماریں تو ان کو قتل کردو۔ پھر فرمایا میں نے اپنی زرہ اس یہودی کے پاس دیکھی اور پہچان لی۔ حضرت شریح نے یہودی سے کہا۔ "تو کیا کہتا ہے" یہودی نے جواب دیا "میری زرہ ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔" حضرت شریح نے کہا "امیر المومنین آپ سچے ہیں واللہ جیسا آپ فرماتے ہیں یہ زرہ آپ ہی کی ہے لیکن پھر بھی دو گواہ کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنے غلام قنبر کو بلایا۔ اس نے شہادت دی۔ پھر اپنے صاجزادے حضرت حسینؓ کو بلایا۔ انہوں نے شہادت دی۔ حضرت شریح نے عرض کیا میرے نزدیک بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہ کرنی چاہیئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے حضرت عمرؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ حسنؓ و حسینؓ جوان اہل جنت کے سردار ہیں۔ شریح نے جواب دیا "ہاں سنی ہے" حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کیا تم اہل جنت کے سردار کی شہادت قبول نہیں کرتے۔ اس کی سزا میں چالیس دن تک تمہارا بانقیا عـــہ کا تبادلہ کرتا ہوں۔ اور زرہ یہودی کے حوالہ کردی۔ یہودی نے دل میں سوچا۔ امیر المومنین میرے ساتھ قاضی کے یہاں آتے اور قاضی نے ان کے خلاف فیصلہ کیا اور وہ اس پر رضامند ہوگئے۔ اور کہا بے شک یہ زرہ آپ کی ہے فلاں دن آپ کے خاکی رنگ کے اونٹ سے گر گئی تھی اور میں نے اٹھالی تھی۔ اور کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ" حضرت علیؓ نے فرمایا یہ زرہ بھی تمہاری ہے اور یہ گھوڑا بھی تمہارا۔ اور اس کے لئے سات سو درہم وظیفہ مقرر کر دیئے۔ پھر یہ شخص ہمیشہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہا۔ اور جنگ صفین میں مقتول ہوگیا۔

حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں ان کے پاس

عـــہ کوفہ کے قریب کوئی جگہ ہے

گیا اور کہا میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ۔ اُنہوں نے فرمایا خدا کی قسم یہ منبر تمہارے باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں۔ پھر پوچھا تمہیں یہ کس نے سکھایا میں نے جواب دیا "کسی نے نہیں" اس کے بعد فرمایا۔ تم ہمیشہ ہمارے پاس آیا کرو۔ میں ایک دن اُن کے پاس گیا تو وہ معاویہ سے تنہائی میں گفتگو کر رہے تھے۔ اور ابن عمرؓ دروازہ پہ تھے یہ دیکھ کر واپس چلا آیا۔ پھر ایک دن حضرت عمرؓ ملے تو فرمایا ہم نے تم سے کہا تھا کہ ہمارے سے ملتے رہا کرو۔ میں نے عرض کیا میں آپ کے پاس حاضر ہوا لیکن آپ معاویہ سے تنہائی میں گفتگو کر رہے تھے۔ اور ابن عمرؓ دربان تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم ابن عمر جیسے ہو۔ کیا حق تعالیٰ کے سوا کسی اور نے ہمارے سروں پر بال اگائے۔ جب تم آؤ تمہیں اوروں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

ایک مرتبہ لوگ چادریں اوڑھے ہوئے پھر رہے تھے اور حضرت عمرؓ مسجد میں حجرہ شریف اور منبر کے درمیان بیٹھے تھے۔ لوگ آکر ان کو سلام کر رہے تھے۔ اور دعائیں دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضرت فاطمہؓ کے گھر سے نکلے۔ (حضرت فاطمہؓ کا گھر وسط مسجد میں تھا) دونوں حضرت عمرؓ کے سامنے تھے اور ان کے پاس ان چادروں میں کی چادر نہ تھی۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے۔ خدا کرے یہ کپڑے تقسیم کرنا مجھے مبارک ہو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین کیوں۔ آپ نے تو اپنی رعیت کو بہت عمدہ پوشاک پہنائی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس لئے کہ یہ دو لڑکے جو ابھی پھلانگتے ہوئے آئے۔ اُن کے پاس ان میں سے چادر نہیں یہ بچے ہیں اور چادریں ان سے بڑی ہیں۔ پھر داہنی طرف جو شخص بیٹھا تھا اس سے جھک کر فرمایا۔ حضرت (حسنؓ و حسینؓ) کے لئے دو چادریں بھیج دو۔ اُس نے دو چادریں بھیج دیں اور آپ نے حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو پہنا دیں۔

جب حضرت عمرؓ نے رجسٹر مرتب کئے تو لوگوں کے وظائف مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور پوچھا کہ ابتدا کس سے کروں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ امیرالمومنین اپنے سے شروع کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے خوب یاد دلایا۔ بنو ہاشم سے ابتدا کی اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کے لئے پانچ پانچ سو دینار وظیفہ مقرر کئے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت زبیر سے کہا کہ (حضرت) حسن بیمار ہیں کیا ان کی عیادت کروگے حضرت زبیر بہانہ کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا معلوم بھی ہے بنو ہاشم کی عیادت فرض ہے۔ اور ان کی ملاقات سنت ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا تمہارے باپؐ کے بعد مجھے تم سے زاید کوئی عزیز نہیں۔

حضرت عمرؓ کی شہادت اور مجلس شوریٰ کا انعقاد

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولولوہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا (یہ روم کا باشندہ اور نصرانی تھا) اور کہا امیرالمومنین مغیرہ سے کہدیجئے کہ جو روپیہ مجھ سے لیتا ہے اُس میں کچھ کم کردے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "تم سے کیا لیتا ہے؟" اُس نے جواب دیا۔ "چار درہم" حضرت عمرؓ نے پوچھا "تمہارا کیا پیشہ ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "چکی چلانا" حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا سے ڈر اور اپنے آقا سے خلوص کے ساتھ پیش آ۔ ابولولوہ حضرت عمرؓ کے پاس سے غصہ میں بھرا ہوا نکلا اور کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا "احمق ہے" حضرت عمرؓ نے (حضرت) مغیرہ کو بلایا اور فرمایا خدا سے ڈرو اور جن کو خدا نے تمہارا دست نگر کیا ہے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اس غلام نے ایک چھری تیار کی جس کی دو نوک تھیں اور موٹھ درمیان میں تھی۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ اس وقت صبح کی نماز کے لئے صفوف کو سیدھا کرا رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے تمہارے مونڈھے آگے پیچھے نہ ہوں کبھی تمہارے قلوب میں بھی تفرقہ پڑ جائے۔ اور آپ پر نو۹ وار کئے اور آپ کے ساتھ تیرہ۱۳ آدمیوں کو زخمی کیا۔ جن میں چھ۶ وہیں مسجد میں شہید ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کتے کو پکڑو۔ اس نے مجھے قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ سورج نکلنے کے قریب تھا اور ابھی لوگوں نے صبح کی نماز نہ پڑھی تھی۔ اس لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے اقتداء کی انہوں نے سورج نکلنے کے خوف سے قل ہو اللہ اور اذا جاء نصر اللہ پڑھی۔

حضرت عمرؓ کے پاس سب سے پہلے حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ پہنچے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا "امیر المومنین جنت کی بشارت ہو" حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم اس کی گواہی دوگے (گویا آپ خرید فروخت کر رہے تھے)۔ حضرت ابن عباس نے حضرت علیؓ کے مونڈھا مار کر کہا تو بھی گواہ بن اور میں بھی گواہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا "یہ کیونکر" حضرت ابن عباسؓ نے کہا اس لئے کہ آپ کا اسلام باعث عزت تھا اور آپ کی امارت انصاف تھی اور آپ کی موت شہادت سے ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ واللہ اس کی وجہ سے تم مجھ کو عزیز نہ سمجھو۔ اگر حق تعالیٰ نے اپنا رحم نہ فرمایا تو عمرؓ ہلاک ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا سر میری گود میں رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے سر کو زمین پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا آپ کا سر نیچے رکھنا مجھ پر شاق ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں رووے رکھ دے۔ پھر فرمایا لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے سلام کے بعد پوچھو کہ کیا یہ کام تمہارے مشورہ سے ہوا ہے؟ (حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں) میں باہر گیا۔ اور لوگوں کو

یہ پیغام سُنایا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ کے بدلہ میں ہمارے ماں باپ چلے جائیں۔ رسول اللہ صلعم کے وصال کے بعد آج جیسا سخت دن ہم پر نہیں گزرا میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور اُن تک یہ فقرے پہنچا دیئے۔ آپ نے فرمایا دیکھو کیا میرے قاتل کا پتہ لگایا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کوئی مسلمان میرے ظلم کا شاکی نہیں ایک مشرک ہے جس کے آقا کو میں اس پر احسان کرنے کے لئے کہہ چکا تھا۔ لوگ اندر چلے گئے اور حضرت عمرؓ نے نبیذ مانگی آپ کو نبیذ پلائی جو خون میں مل کر زخم سے نکل گئی۔ حرث بن کلدہ ثقفی ایک طبیب تھا وہ آیا اور کہا دودھ پلاؤ آپ کو دودھ پلایا وہ بھی خون آلود نکلا۔ حرث نے کہا جو کچھ کہنا ہو یا عہد وغیرہ لینا ہو وہ کہہ لیجئے۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں زندگی اور موت دونوں حالت میں اس بوجھ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے عرض کیا مسلمان عبداللہ بن عمرؓ سے راضی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر آلِ عمرؓ میں سے کوئی خلافت کے قریب گیا تو تباہ ہو جائیں گے اور میں ان کے لئے کیسے بدفالی لے سکتا ہوں۔

لوگوں نے عرض کیا آپ ہمیں مشورہ کیوں نہیں دیتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مشورہ دینے میں کچھ حرج نہیں۔ قریش کے سردار جن کے جنتی ہونے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے سات ہیں (حضرت) عثمانؓ بن عفانؓ۔ (حضرت) علیؑ بن ابی طالبؑ۔ (حضرت) طلحہؓ۔ (حضرت) زبیرؓ۔ (حضرت) سعدؓ بن ابی وقاصؓ (حضرت) عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ۔ (حضرت) سعد بن زید (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ لوگوں نے عرض کیا "امیر المومنین ان میں سے اپنی رائے متعین کیجئے" حضرت عمرؓ نے فرمایا (حضرت) عثمانؓ سے تو اس لئے رکتا ہوں کہ وہ اپنے کنبہ کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ اور (حضرت) علیؑ کی طبیعت میں مذاق ہے۔ اور (حضرت) زبیرؓ

مومن الرضا اور کافر الغضب ہیں۔ اور طلحہؓ میں نخوت ہے۔ اور (حضرت) سعدؓ میں بدخلقی اور سختی ہے۔ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف مالدار بہت ہیں گویا اس امت کے قارون ہیں۔ یہ سب ایک گھر میں تین روز تک مشورہ کریں۔ ان ایام میں صہیب نماز پڑھائے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ وزیر و مشیر رہے۔ اُس کے ذمہ اور کوئی کام نہ ہو۔ اور کثرت الرائے پر عمل کرلیا جائے اگر پانچ کی رائے متحد ہو جائے اور ایک خلاف ہو تو اُس کو چھوڑ دینا۔ اور اگر چار کی رائے متحد ہو اور دو مخالف تب بھی اُن دونوں کو چھوڑ دینا۔ اور اگر تین ایک طرف ہوں اور تین ایک طرف تو عبداللہ بن عمرؓ کو حکم بنالینا اور جس فریق کے موافق طے ہو جائے دوسرے فریق کی رائے کو چھوڑ دینا۔ پھر حضرت ابن عمرؓ سے فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ سلام کہنا اور کہنا کہ جو جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان آپ نے اپنے لئے چھوڑ رکھی ہے عمرؓ اُس کی آپ سے درخواست کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا عبداللہ بن عمرؓ ہے۔ پھر پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت عمرؓ کو خون آلود چھوڑ کر آیا ہوں وہ آپ سے اُس جگہ کی درخواست کرتے ہیں جو آپ نے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان اپنے لئے چھوڑ رکھی ہے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا حضرت عمرؓ کو کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے ان کو زخمی کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا واللہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان میرے سوا کوئی اور مدفون ہو۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے مجھ سے خواہش کی ہے تو بہت اچھا۔ میں واپس چلا آیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا کہ اُنہوں نے اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حق تعالیٰ جزاء خیر دے۔ لیکن میرے مرنے کے بعد پھر پوچھ لینا اگر اس وقت بھی اجازت دے دیں تو فبہا ورنہ

عام مسلمانوں کے قبرستان بقیع میں دفن کر دیا۔

حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد ہم جنازہ کو لے گئے اور حضرت عائشہؓ کے دروازہ پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ ہم نے جواب دیا "کہ حضرت عمرؓ کا جنازہ ہے" انہوں نے فرمایا تھا کہ وفات کے بعد پھر آپ سے پوچھ لیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا واللہ جو جگہ میں ان کو دے چکی اب اس کو واپس نہ لوں گی۔ پھر اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اے (حضرت) ابوبکرؓ تمہارا دوست عمر تمہارے پاس زیارت کے لئے آیا ہے۔

مدینہ میں اس وقت ایسا زلزلہ آیا کہ ہمیں آبادی کے منہدم ہونے کا خطرہ ہو گیا۔ جب تیسرے دن عصر کا وقت ہوا تو صہیب ہمارے پاس آئے اور پوچھا تم نے کیا کیا۔ ہم نے جواب دیا ابھی کچھ نہیں کیا۔ صہیب نے کہا اُس ذات پاک کی قسم جس نے عمرؓ کی روح کو قبض کیا آج مغرب سے زیادہ اس معاملہ میں دیر نہ ہو گی۔ اس کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جانا۔ جب لوگ تلواریں سنبھال لیں گے تو تم کیا کر سکو گے جو کچھ کرنا ہے ابھی کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اصحاب شوریٰ سے کہا تم مجھے اجازت دو کہ میں خلافت سے دست بردار ہو جاؤں اور تم میں سے ایک کو اللہ اور رسول کے لئے چھانٹ لوں

حضرت علیؓ نے کہا۔ اگر اور ساتھی راضی ہو جائیں۔ تو میں سب سے پہلے منظور کرتا ہوں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے متعلق فرمایا ہے کہ تم زمین و آسمان میں امین ہو۔ دیگر حضرات بھی اس پر راضی ہو گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن نے کہا۔ سعدؓ تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں اور تم اس کے اہل نہیں۔ اور طلحہؓ اور زبیر تم بھی اس کو چھوڑ دو۔ پھر کبھی آپ حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑتے اور

کبھی حضرت علیؓ کا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا کہ اگر تم نے گنجے کو حاکم بنایا تو اگرچہ وہ تلوار گردن میں ڈالے رکھے پھر تمہیں راہ راست پر نہیں چلا سکتا۔ میں نے عرض کیا۔ وہ خود بھی جانتا ہے۔ لہٰذا اس کو حاکم نہ بنائیے۔ پھر فرمایا۔ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو مجھ سے بہتر (حضرت ابوبکرؓ) نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر میں ایسے ہی چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسا کیا ہے۔ یعنی میرے لئے دونوں امر کی گنجائش ہے۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو انہوں نے چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ منعقد کی۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کو ان میں کلام ہے تو فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں مقامات قیامت میں جس جگہ ہوں گا میرا ہاتھ علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے عمرؓ جب عثمانؓ بن عفان رات کو سوتے ہیں تو آسمان کے تمام فرشتے ان کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ صرف عثمانؓ کے لئے ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس لئے کہ وہ گناہ اور خطا کرنے میں رب العالمین سے حیا کرتا ہے۔ اور طلحہؓ بن عبداللہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور رات ٹھنڈی تھی کہ حضور کا کجاوہ گر گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ جو شخص اپنی سواری سے اتر کر میری سواری کو درست کرے تو اس سے ایسا راضی ہو جس کے بعد کبھی غصہ نہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ طلحہؓ اسی وقت اترے اور حضور کے کجاوہ کو درست کر کے واپس کر دیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے طلحہؓ یہ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں

عہ اس سے مراد آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہیں

اور کہتے ہیں کہ طلحہؓ سے کہہ دیجئے اُس ذات پاک کی قسم جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی قیامت کی ہر مصیبت میں میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور زبیر بن العوام ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور چہرۂ مبارک پر مکھیاں گر رہی تھیں جب تک حضورؐ بیدار ہوئے حضرت زبیر برابر مکھیوں کو ہٹاتے رہے۔ حضور نے بیدار ہو کر فرمایا اے زبیرؓ یہ جبرائیل (علیہ السلام) تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اُس ذات پاک کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی میں قیامت کے دن تمہارے چہرے سے دوزخ کی لپٹ کو دور رکھوں گا۔

عبدالرحمٰن بن عوف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت عائشہؓ کے گھر تھے۔ کہ حضرت فاطمہؓ مع حضرت حسنؓ و حسینؓ کے حاضر ہوئیں۔ اور یہ تینوں رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے بچے کیوں رو رہے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا "بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں" حضورؐ نے دریافت کیا "اور تم کیوں رو رہی ہو" حضرت فاطمہؓ نے کہا "ان بچوں پر ترس کھا کر" حضورؐ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ مجھے اور میرے بچوں اور میری لڑکی فاطمہؓ کو جنت کا کھانا کھلا۔ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضورؐ نے دروازہ کھولا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے اور اُن کے ہاتھ میں حلوے کا پیالہ اور دو روٹیاں تھیں جن کے درمیان زیتون تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ان کو پیش کیا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ ہدیہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب نے اس کو پیٹ بھر کر کھایا۔ اور حضور نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمٰنؓ جنت تو تمہاری طرف سبقت کر رہی ہے۔ لیکن حق تعالیٰ تمہاری دنیا میں بھی برکت عطا فرمائے۔

اور سعدؓ بن وقاص۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں تیرہ دفعہ

ان کو تیر ٹھیک کر کے دیا۔ پھر فرمایا، تیر پھینک تجھ پر میرے ماں و باپ فدا ہوں۔ جو شخص
ان کو بھی برا کہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔

جب حضرت عمرؓ کا وصال ہوا تو ان کی تجہیز و تکفین کے بعد حضرت ضحاک بن قیسؓ کی
بہن حضرت فاطمہؓ کے یہاں اہل شوریٰ کا اجتماع ہوا (حضرت فاطمہؓ بہت نیک عورت تھیں۔
لوگ اکثر ان کے یہاں جمع ہوتے تھے)۔ حضرت عبدالرحمٰن سب میں بڑے تھے۔ اوّل انھوں نے
گفتگو شروع کی اور مناسب حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے جماعت حاضرین میری ایک رائے
ہے تم بھی اس پر غور کر لو۔ اول خاموشی سے سُن لو تاکہ معلوم ہو جائے اور سمجھ میں آ جائے۔
ضعیف جو سیدھی راہ چلے اُس قوی سے بہتر ہے جو کج رو ہو۔ اور ایک گھونٹ پانی جو ضرورت
کے وقت پیاس بجھائے اس شیریں کثیر پانی سے بہتر ہے جس سے ہیضہ ہو جائے۔ تم علماء ہو۔ قوم
کے مقتدا اور ملجا ہو۔ اختلاف میں پڑ کر اپنی چھری کو ٹھنڈا مت کرو۔ اور اپنی تلواروں کو
دشمن سے نہ روکو جس سے وہ تم پر سرکش ہو جائیں اور تمہارے اعمال میں نقصان آئے۔
ہر گھر کے لئے ایک امیر ہونا چاہئے جس کے کہے پر سب چلیں۔ اور اُس کی مخالفت سے ڈریں۔
اپنے میں سے کسی کو اپنا کام حوالہ کر دو اور جس پر بھروسہ ہو اپنا بوجھ لاد دو۔ نرمی سے چلو تاکہ مطلوب
تک پہنچ جاؤ۔ تمہاری نیات تمہارے علم سے تجاوز نہ کریں اور تمہارے اعمال تمہاری نیات
سے متجاوز نہ ہوں۔ مختصر بات زیادہ بکواس سے بہتر ہے۔ دشمن اور بدبخت کی اگرچہ وہ
قریب ہو اطاعت نہ کرو۔ اور یہ بار (خلافت) ایسے شخص کو پہناؤ جو مصائب کے وقت
قوی رہے۔ اور بھید میں امانت دار ہو۔ وہ تم سے راضی ہو اور تم اس سے راضی ہو۔ اور تم
میں سے مختار اور پسندیدہ ہو اور تم نفس۔ ناصح کی اطاعت نہ کرو۔ اور مرشد معاون کی
مخالفت نہ کرو۔ میں اس پر بات ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں۔

پھر حضرت عثمانؓ بولے فرمایا۔ جمیع محامد اُس ذات پاک کے لئے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا اور اُن کے لئے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور ہر قریب و بعید پر اُن کی مدد کی۔ حق تعالیٰ نے اُن کو نور بنا کر بھیجا اور ہمیں خواہشات کے تموج اور دشمنوں کے اختلاف کے وقت حضورؐ کے اتباع کی توفیق دی اور ہمیں اپنے فضل سے ائمہ بنایا اور اپنی اطاعت کے لئے امیر بنایا۔ یہ معاملہ ہم سے متجاوز نہ ہو اور بجز ہمارے کوئی شریک نہ ہو۔ مگر جو شخص حق سے انجان ہو اور راستہ سے بھٹک گیا ہو۔ اگر تمہاری مخالفت کی گئی۔ اور تمہاری بات رد ہو گئی تو میں سب سے پہلے تمہاری بات پر ہاں کروں گا۔ اور اس کو قبول کروں گا۔ میں اپنے اس قول پر کفیل اور ضامن ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے دعا مغفرت کرتا ہوں۔ اور تمہاری مخالفت سے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر حضرت زبیر بولے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ حق تعالیٰ کے لئے پکارنے والا جاہل نہیں ہوتا اور اس پر ہاں کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ خواہشات کے بڑھنے کے وقت جانوں کا محافظ نگہبان ہے۔ اگر حدود شرعیہ متیقن نہ ہوتیں اور فرائض خداوندی متعین نہ ہوتے۔ راحت و حیات ہوتی اور موت نہ ہوتی تو امارت اور حکومت سے بھاگنا اور بچنا باعث نجات اور عصمت ہوتا۔ لیکن حق تعالیٰ نے ہم پر جانب حق اور افشار سنت کو واجب کر دیا ہے تاکہ ہم گمراہی میں نہ پڑیں۔ اور زمانہ جاہلیت کی طرح پھر گمراہ نہ ہوں۔ جو کچھ تم کہو گے میں اُس کو قبول کروں گا۔ اور تمہارے حکم کا اتباع کروں گا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

پھر حضرت سعد بن وقاص بولے کہ جمیع محامد اُس ذات پاک کے لئے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ میں اس ذات پاک کی اس لئے حمد کرتا ہوں۔ کہ

اُس نے مجھ کو گمراہی سے نجات دی اور گمراہی پر متنبہ کیا۔ جو شخص محفوظ رہا اُس نے ہدایت خداوندی کے باعث فلاح پائی۔ اور جس کی نجات ہوگئی وہ خدا کے رحم و فضل سے کامیاب ہوگیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے راستے منور اور درست ہوگئے۔ اور حق واضح ہوگیا اور باطل تمام مٹ گیا۔ اے حاضرین تم اہل کذب کی باتوں اور متکبرین کی تمناؤں سے بچو۔ ان تمناؤں نے تم سے پہلے ایک قوم کو تباہ و برباد کردیا۔ جس امر کے تم وارث ہوئے اور جو چیز تم کو ملی وہ بھی اُس کے وارث ہوئے تھے اور ان کو بھی یہ ملی تھی۔ پھر حق تعالیٰ نے ان کو اپنا دشمن بنالیا۔ اور اُن پر لعنت فرمائی۔

"لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسیٰ بن مریم۔ ذلك بما عصوا و کانوا یعتدون۔ کانوا لا یتناهون عن منکر فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون"

اور میں اپنے تیر دان کو خالی کرتا ہوں اور اپنا حصہ چھوڑتا ہوں اور حضرت طلحہؓ کی نسبت میں ان کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کیا۔ اور جو کچھ اُن کی طرف سے ہوا اس پر میں کفیل اور ضامن ہوں۔ اے ابن عوف یہ معاملہ تمہارے سپرد بشرطیکہ سچائی اور کوشش بلیغ سے کام لو۔ وعلی اللہ قصد السبیل والیہ الرجوع۔

حضرت علیؓ سب سے چھوٹے تھے اس لئے سب کے بعد ان کا نمبر آیا۔ فرمایا۔ تمام محامد اُس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے ہم میں سے محمد صلعم کو نبی اور اپنا رسول بناکر ہمارے پاس بھیجا۔ ہم نبوت کا گھرانہ اور حکمت کی کان اور اہل زمین کے لئے امان اور طالب کے لئے نجات ہیں۔ ہمارا ایک حق ہے اگر وہ دیا گیا تو ہم لے لیں گے اور اگر اُس سے

روکا گیا تو ہم اونٹوں کی پشت پر سوار ہوں گے اگرچہ طویل سفر کرنا پڑے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عہد فرما لیتے تو ہم تا حیات اُس پر جہاد کرتے اور اگر حضور ہم سے کچھ فرما جاتے تو ہم اس کو ضرور پورا کرتے۔ اگرچہ ہمارا گمان ہی ہو لیکن مجھ سے پہلے کوئی شخص دعوت حق اور صلہ رحمی کی طرف نہیں بڑھا۔ میری بات سنو اور یہ منظر نہ دکھاؤ کہ اس مجمع کے منتشر ہونے کے بعد اس معاملہ میں تلواریں چلیں اور بدعہدیاں ہوں۔ حتیٰ کہ ایک فریق تم لوگ ہو اور یا تم میں سے بعض گمراہ لوگوں کے مقتدا ہوں یا جہال کے تابع ہوں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت منسور کہتے ہیں کہ پھر یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن میرے ماموں تھے۔ صبح کو وہ اپنی رائے ظاہر کرنے والے تھے۔ یہ رات میں نے انہی کے یہاں گزاری۔ جب کچھ حصہ رات گزری تو مجھ سے فرمایا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے پاس جا کر ان کو بلالاؤ۔ میں نے پوچھا "پہلے کن کو بلاؤں"؟ حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا "جس کو دل چاہے" میں نے پوچھا "دونوں کو ساتھ بلاؤں یا علیحدہ علیحدہ۔ حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا "ساتھ لانا" چونکہ مجھے حضرت علیؓ سے زیادہ محبت تھی اس لئے پہلے اُن کے پاس گیا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا "چلئے میرے ماموں نے آپ کو بلایا ہے" حضرت علیؓ نے پوچھا "میرے ساتھ کسی اور کو بھی بُلایا ہے"؟ میں نے کہا "ہاں"، حضرت علیؓ نے پوچھا "کس کو"، میں نے جواب دیا "حضرت عثمان کو"! حضرت علیؓ نے کہا۔ "پہلے کس کو بلایا ہے"؟ میں نے کہا کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن سے پوچھا تھا کہ پہلے کس کو بلاؤں اُنھوں نے جواب دیا۔ جس کو دل چاہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ دونوں کو ساتھ لاؤں یا یکے بعد دیگرے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ دونوں کو ساتھ لانا۔ ہم وہاں سے چلے اور حضرت

عثمانؓ کے گھر پہنچے۔ حضرت علیؓ باہر ٹھہر گئے اور میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور اُن سے کہا چلئے میرے ماموں نے آپ کو بلایا ہے۔ حضرت عثمان نے پوچھا میرے ساتھ کسی اور کو بھی بلایا ہے۔ میں نے جواب دیا "ہاں"۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا "کس کو۔ میں نے جواب دیا حضرت علیؓ کو" حضرت عثمانؓ نے فرمایا "پہلے کس کو بلایا ہے" میں نے کہا کہ اس کے متعلق حضرت عبدالرحمٰن سے پوچھا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ جس سے دل چاہے شروع کرنا اور دونوں کو ساتھ لانا اور حضرت علیؓ دروازہ پر موجود ہیں۔ ہم وہاں سے چلے اور پھر دونوں حضرت عبدالرحمٰن کے پاس جا کر اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن نے بہت دیر تک کچھ باتیں کیں پھر فرمایا تمہارے معاملہ کو میں نے اُلٹ پھیر کیا اور اب میں تم سے پوچھتا ہوں تم مجھے مشورہ دو اور میری اعانت کرو۔ اے علیؓ کیا تم حضورؐ کے عہد و پیماں کے ساتھ کتاب و سنّت پر مجھ سے بیعت کرو گے۔ حضرت علیؓ نے کہا "اپنی طاقت کے بقدر اور حضرت عثمان نے کہا "اے ابو محمد (کنیت حضرت عبدالرحمٰن) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیماں کے ساتھ تم سے بیعت کرتا ہوں" حضرت عبدالرحمٰن نے کچھ اور باتیں کیں۔ پھر کہا میں نے تمہارے معاملہ کو واضح کیا اور تم سے بحث کی تم مجھے مشورہ دو اور میری مدد کرو۔ اے علیؓ کیا تم حضورؐ کے عہد و پیماں کے ساتھ مجھ سے بیعت کرو گے۔ حضرت علیؓ نے کہا اپنی طاقت کے بقدر اور حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اے ابو محمدؐ میں اللہ و رسول کے عہد و پیماں کے ساتھ کتاب و سنت پر تم سے بیعت کرتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے پھر کچھ اور باتیں کیں اور کہا میں نے تمہارے معاملہ میں غور کیا اور تم سے پوچھا تم مجھے مشورہ دو اور میری مدد کرو۔ اے علیؓ کیا تم حضورؐ کے عہد و پیماں کے ساتھ کتاب و سنت پر مجھ سے بیعت کرو گے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "اپنی طاقت کے بقدر"

اور حضرت عثمانؓ نے کہا "میں حضورؐ کے عہد و پیماں کے ساتھ کتاب و سنت پر تم سے بیعت کرتا ہوں"
حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ کر فرمایا "جو تم چاہو" اور یہ کہنا مناسب نہ سمجھا کہ
چلے جاؤ۔ یہ دونوں حضرات کھڑے ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو
حضرت عبدالرحمٰن نے اپنا عمامہ منگا کر باندھا اور تلوار گردن میں ڈالی پھر منبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔
جب حضرت صہیبؓ نے نماز ختم کی تو حضرت عبدالرحمٰن منبر کے قریب کھڑے ہوئے۔ اور حمد و ثنا کے
بعد کہا۔ لوگو! تمہیں وہ کام معلوم ہے جو تم نے میرے حوالہ کیا ہے اور جس میں تم نے میری اطاعت کا
عہد کیا ہے۔ چاہے میں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر خود اپنے ہی سے بیعت کر لوں۔ پھر
فرمایا "اے عثمانؓ کھڑے ہو" حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پھر دیگر لوگوں
نے بیعت کی۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ ٹھہر گئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا،
"اے علیؓ تم دھوکے میں آ گئے" حضرت علیؓ نے کہا "کیسا دھوکا" (فاطمہ بنت قیس نے یہ سن لیا)
حضرت ابن عباسؓ نے کہا "حضرت عبدالرحمٰن اپنے لئے اعتماد اور پختگی چاہتے تھے" چنانچہ حضرت
عثمانؓ نے اعتماد ظاہر کر دیا۔ پس حضرت عبدالرحمٰن نے جس کو محکم اور مضبوط پایا قبول کر لیا۔ اور
ایک ہی بات کو تین مرتبہ تین طریق سے بیان کیا۔

حضرت ابو وائل سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ تم نے حضرت
علیؓ کو چھوڑ کر حضرت عثمانؓ سے کیوں بیعت کی۔ حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا۔ میرا کیا قصور میں نے
حضرت علیؓ سے ابتدا کی اور ان سے کہا کہ میں تم سے کتاب و سنت اور سیرت شیخین پر بیعت
کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا جس قدر مجھ میں طاقت ہے۔ پھر میں نے حضرت عثمانؓ کے
سامنے اس کو پیش کیا انہوں نے منظور کر لیا۔

حضرت ابوذر سے مروی ہے جب بیعت عثمانؓ کا پہلا دن ہوا اور مہاجرین وانصار مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن کو دیکھا ایک چادر کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ اور لوگوں میں اختلاف ہو رہا تھا کہ حضرت ابوالحسن (میرے ماں باپ ان پر قربان) تشریف لائے جب مجمع نے ان کو دیکھا تو سب خوش ہوگئے اور حضرت علیؓ فرمانے لگے، وہ کلام جس سے لوگ ابتدا کرتے ہیں۔ وہ بات جس کو لوگ بولتے ہیں۔ وہ گفتگو جو لوگ کرتے ہیں۔ سب سے بہتر حق تعالیٰ کی حمد وثنا ہے اور حضورؐ اور آپ کی آل واولاد پر درود بھیجنا ہے۔

جمیع محامد اس ذات پاک کے لئے جو یکتا ہے۔ صرف اسی کے لئے دوام وبقا ہے۔ ملک کا وہ تنہا مالک ہے۔ فخر وبزرگی اور ثنا صرف اُسی کے لئے ہے۔ اُس کے جلال کے باعث سب (نام نہاد) معبود اُس کے زیر ہیں۔ اور اس کے خوف سے قلوب لرزاں۔ نہ کوئی اس کا مثل ہے اور نہ کوئی اس کا شریک۔ کوئی مخلوق میں اس کا مشابہ نہیں۔ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں جس کی خود اُس نے اور اُس کی مسلم مخلوق نے گواہی دی۔ لا الٰہ الا اللہ۔ نہ اُس کی کسی صفت کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے اور نہ کوئی تعریف ہو سکتی ہے جس سے اُس کو سمجھایا جا سکے۔ اُس نے بادلوں کی رو کو دریاؤں میں بہایا اور بادلوں کو تھوڑی بارش اور زیادہ بارش کے ساتھ بھیجا۔ جس سے میدانوں اور ٹیلوں پر گھاس کا فرش بچھایا۔ اور پھولوں اور مختلف قسم کی گھاسوں کو اُگایا اور سخت پہاڑوں سے بہتے ہوئے چشمے جاری کئے جو صاف جگہ سے بہتے ہیں جن سے پرندوں اور درندوں اور حشرات الارض اور تمام چوپائے اور انسان کی حیات ہے۔ ہم ان لوگوں میں ہیں جو اُس کے دین پہ چلتے ہیں کسی دوسرے دین پہ نہیں چلتے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی صفت کی نہ نعت ہے اور نہ حد۔ اور گواہی دیتے ہیں ہم کہ محمد صلعم اُن کے پسندیدہ بندے اور برگزیدہ نبی

اور رسول تھے۔ ان کو ہمارے پاس ایسے وقت بھیجا جب لوگ بت پرست اور گمراہی کا مرکز تھے اور خون بہاتے تھے اور اولاد کو قتل کرتے تھے اور راہ گیروں کو ڈراتے تھے۔ ان کا عیش ظلم تھا اور ان کا امن خوف تھا اور ان کی عزت ذلت تھی۔ حماقت اور ضلالت اور نخوت مزید برآں۔

حق تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہمیں گمراہی سے بچایا۔ اور جہالت سے ہدایت دی۔ اور ہلاکت سے بچایا۔

ہم اہل عرب سب سے زائد تنگ معاش کریہ المنظر اور بدحال تھے۔ ہمارا اچھے سے اچھا کھانا پیاز اور ہمارا عمدہ لباس بالوں کے بنے ہوئے کپڑے اور کھال تھی اور بتوں اور آگ کی پرستش مزید برآں۔

حق تعالیٰ نے محمدؐ رسول اللہ صلعم کے طفیل ہمیں بہتر دین کی ہدایت دی اور مورتوں کی پرستش سے بچایا۔ حق تعالیٰ نے ان کو شعلہ نور سے بنایا اور ان کے سبب سے مشرق و مغرب کو منور کیا۔ پھر حضور کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ کس قدر بڑی آفت اور مصیبت تھی۔ سب مسلمان اس مصیبت میں شریک ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے۔

اے مہاجرین واللہ جب لوگ مرتد ہونے لگے میں نے اس وقت حضرت ابو بکرؓ سے اچھا تلوار پکڑنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت ابو بکرؓ ایک ایسی بات پر جم گئے جس کے باعث حق تعالیٰ نے سنت رسول کو جو مٹ رہی تھی پھر زندہ کر دیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ واللہ اگر ایک رتی دینے سے بھی انکار کیا تب بھی میں ان سے جہاد کروں گا۔ میں نے حضرت ابو بکرؓ کے حکم کو سنا اور ان کی اطاعت کی اور میں سمجھتا تھا کہ میرے لئے یہی بہتر ہے۔ وہ دنیا سے

فارغ تشریف لے گئے اور میں ان کے متعلق یہ خیالات کیسے نہ ظاہر کروں وہ ثانی اثنین تھے۔ اور ان کی صاحبزادی ذات النطاقین نے اپنی چادر کا پٹکا بنایا تھا۔ اور دو روٹیاں حضورؐ کی خدمت میں لے جایا کرتی تھیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے سات شخصوں کو آزاد کیا جن میں تین عورتیں اور چار مرد تھے سب کو اللہ اور رسول کی وجہ سے تکلیف دی جا رہی تھی۔ اور انھیں میں سے حضرت بلالؓ ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلعم کو سامانِ سفر دیا اُن کے پاس اُس روز چالیس ہزار درہم تھے جن کو انھوں نے حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا اور ان کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔

پھر حضرت عمرؓ فاروق اُن کے قائم مقام ہوئے وہ مستعد رہے اور اللہ کے کام میں لومۃ لائم کا خیال نہ کرتے تھے۔ ہم خیال کرتے تھے کہ گویا سکینہ اور وقار ان کی زبان پر بول رہا ہے۔ میں کیسے ان کے متعلق یہ نہ کہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ پر سہارا لگا رکھا تھا اور فرما رہے تھے "ہم اسی طرح ساتھ زندہ رہیں گے اور اسی طرح مرنے کے بعد ساتھ رہیں گے۔ اور اسی طرح قبور سے اُٹھیں گے۔ اور اسی طرح جنت میں جائیں گے۔ اور شیطان اُن کی آہٹ سے بھاگتا تھا۔ اور دنیا سے شہید ہو کر تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب اے مہاجرین و انصار میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہو۔ پھر فرمایا۔ اے مہاجرین تم میں جو ایک شخص ابو عبداللہ حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں کیا رسول اللہ صلعم نے ان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح نہیں کیا۔ پھر حضورؐ کے پاس جبرئیلؑ آئے اُس وقت حضورؐ مقبرہ میں تھے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی بہن کا حضرت عثمانؓ سے نکاح کر دو۔

اور حضرت عثمانؓ نے جیش عسرۃ کو سامانِ سفر دیا۔ اور حضرت عثمانؓ نے ایک روز حضورؐ کے لئے دلیا تیار کیا اور ایک پیالہ میں لے کر حاضر ہوئے۔ وہ پیالہ بھرا ہوا تھا اور حضورؐ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کناروں سے کھاؤ اور چوٹی کو نہ توڑو اس لئے کہ برکت اوپر سے اترتی ہے اور حضورؐ نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو گھی اور شہد اور گیہوں کے آٹے کے ساتھ تناول فرما چکے تو مخلوق کے پیدا کرنے والے کی طرف ہاتھ اٹھاتے اور فرمایا۔ اے عثمانؓ حق تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے ظاہر و باطن سب گناہ بخش دئے۔ اے اللہ عثمانؓ کا یہ دن نہ بھولنا۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لاسیف الاذوالفقار لافتی الا علی (تلوار صرف ذوالفقار ہے (نام تلوار) اور جوان صرف علیؓ ہے)۔ لوگوں نے جواب دیا "ہاں" حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں معلوم ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم علیؓ سے محبت رکھو اور اُس شخص سے محبت رکھو جو علیؓ سے محبت کرتا ہو اس لئے کہ حق تعالیٰ بھی علی اور اُن کے محب سے محبت کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا "ہاں"۔

حضرت علیؓ نے کہا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے تو میں نور کے پردوں اور حجاب میں گیا۔

جب حضورؐ وہاں سے لوٹے تو ہاتف نے پردہ کے پیچھے سے کہا آپ کے باپ (حضرت) ابراہیم اور آپ کے بھائی علی کس قدر اچھے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایسا ہوا۔ حضرت ابو محمد (کنیت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف) نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اور اگر نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان گونگے ہو جائیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی حالت جنابت میں مسجد سے گزرتا ہو۔ لوگوں نے جواب دیا "نہیں" حضرت علی نے فرمایا۔ میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم کہ سوائے میرے دروازہ کے اور سب دروازے مسجد کے بند کر دیئے گئے تھے۔ لوگوں نے جواب دیا "ہاں" فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب میں حضورؐ کی داہنی جانب قتال کرتا تھا تو ملایکہ اُن کی بائیں جانب قتال کرتے تھے۔ پھر فرمایا۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ حضورؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تمہارا رتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا حضرت ہارونؑ کا رتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہاں تھا۔ لیکن میرے بعد نبوۃ ختم ہو گئی۔ کیا معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کو پکڑا اور فرمانے لگے "بطیر حسن کھیر" حضرت فاطمہؓ نے کہا یا رسول اللہ حسین اس سے چھوٹا ہے اور ضعیف بھی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ میں "حسن کھیر" کہوں تو حضرت جبرئیل "حسین کھیرو" کہیں۔ کیا تم میں سے کسی کا ایسا رتبہ ہے۔ ہم صابر ہیں تاکہ حق تعالیٰ اس بیعت میں شدنی امر کا حکم فرما دیں۔ وصلے اللہ علی محمد وسلم۔

حضرت عمر نے منبر پر فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے تین دفعہ چونچ ماری۔ میرا خیال ہے کہ کوئی عجمی شخص میرا قاتل ہے۔ اور میں نے

خلافت کا معاملہ اُن چھ آدمیوں کے حوالہ کر دیا جن سے حضورؐ خوش تشریف لے گئے
جس کو یہ خلیفہ بنا دیں وہی خلیفہ ہو گا۔

وہ احادیث جو حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں حضرت علیؓ سے مروی ہیں

قیس بن عباد سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا اور کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ سے، کیا میں تم سے حیا نہ کروں جس سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں؟

عبد خیر سے مروی ہے میں نے حضرت علیؓ کو کوفہ کے میدان میں وضو کرائی آپ نے فرمایا اے عبد خیر مجھ سے کچھ پوچھو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا پوچھوں آپ نے فرمایا جس طرح تم نے مجھے وضو کرائی ہے اسی طرح میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم کو وضو کرائی پھر آپ سے پوچھا یا رسول اللہ اول حساب کے لئے کون بلایا جائے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اول میں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہوں گا اور جس قدر مشیت ایزدی ہو گی کھڑا رہوں گا۔ اور بعد مغفرت وہاں سے واپس ہوں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون پیش ہو گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا پھر ابو بکر صدیق پیش ہوں گے۔ یہ بھی جس قدر میں کھڑا ہوا تھا اُس سے دوگنی دیر کھڑے ہوں گے پھر اپنی مغفرت کے بعد وہاں سے واپس ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون پیش ہو گا حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ عمر بن الخطاب۔ یہ ابو بکر سے دوگنی

دیر کھڑے ہوں گے پھر اپنی مغفرت کے بعد واپس ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون پیش ہوگا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے علی پھر تم پیش ہو گے۔ میں نے عرض کیا اور عثمان بن عفان۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ چوں کہ عثمان میں حیا بہت ہے اس لئے میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کو حساب کے لئے نہ کھڑا کیا جائے حق تعالیٰ نے میری شفاعت کو قبول فرمایا۔

نزال بن سیرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کی نسبت دریافت کیا۔ حضرت علی نے جواب دیا یہ وہ شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ میں "ذوالنورین" کہتے ہیں رسول اللہ صلعم کے داماد تھے آپ کی دو صاحبزادیوں کے شوہر تھے۔ حضورؐ جنت میں اُن کے لئے ایک گھر کے ضامن ہوئے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا اگر میرے چالیس لڑکیاں ہوتیں تو جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہتی سب کا نکاح یکے بعد دیگرے تم سے کرتا۔

کوفہ میں ایک شخص نے کہا کہ حضرت عثمان شہید ہوتے ہیں۔ حضرت علی کے مصاحبین میں سے ایک شخص اس کو پکڑ کر حضرت علی کے پاس لے گیا اور کہا یہ شخص کہتا ہے کہ حضرت عثمان شہید مقتول ہوئے۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا تمھیں کیا معلوم" اُس شخص نے کہا شاید آپ کو یاد ہو میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور آپ موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا حضورؐ نے مجھے عطا فرمایا پھر حضرت ابو بکر سے سوال کیا انھوں نے بھی عطا کیا۔ پھر حضرت عمر سے سوال کیا انھوں نے بھی دیا۔ پھر حضرت عثمان سے سوال کیا انھوں نے بھی دیا۔ پھر میں نے تمھارے سے مانگا اور تم نے انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس

میں برکت کی دعا کیجئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا برکت کیوں نہ ہوگی جب تجھے ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے عطا کیا ہے۔ حضورؐ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت علی نے فرمایا ایک سائل بھی ہم سے بڑھ گیا۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل میں حضرت علیؓ کا ارشاد

آل حاطب میں سے ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا اور کہا میں مدینہ واپس جا رہا ہوں لوگ مجھ سے حضرت عثمان کے متعلق پوچھیں گے۔ میں اُن کو کیا جواب دوں۔ حضرت علی نے فرمایا اُن سے کہنا کہ حضرت عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جن کا اس آیۃ میں ذکر ہے اَلَّذِیْنَ اٰمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا و امنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین۔

محمد بن حاطب سے روایت ہے کہ حضرت علی نے آیۃ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عثمان اور اُن کے اصحاب ہیں۔

محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں حضرت علی کے پاس گیا اور عرض کیا۔ میرا حجاز کا ارادہ ہے۔ لوگ آپ کے متعلق مجھ سے سوالات کریں گے۔ سو آپ کا حضرت عثمان کے متعلق کیا خیال ہے۔ حضرت علی تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا " ابن حاطب کیا مجھ سے پوچھتے ہو کہ عثمان کے متعلق کیا خیال ہے۔ واللہ مجھے امید ہے کہ میں اور میرے بھائی عثمان ان لوگوں میں ہیں جن کے متعلق حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا اگر حضرت عثمان مجھ کو بیر مرار (مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پرانا کنواں ہے) بھیجیں تو ان کا فرمان قبول

کروں اور اس کی اطاعت کروں۔

جب حضرت عثمان نے مسجد نبوی میں اضافہ کیا تو حضرت علی نے کہا کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں۔

حضرت علی نے مطوف سے کہا تجھے ہمارے اتباع سے مانع صرف حضرت عثمان کی محبت ہے۔ اگر تم اُن سے محبت رکھتے ہو تو واللہ وہ سب سے زائد صلہ رحم کرنے والے تھے۔

اور بعض روایت میں ہے اگر تم اُن سے محبت رکھتے ہو تو واللہ وہ ہم سے بہتر ہم سے زیادہ نیک اور ہم میں سب سے زائد صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا اے ابوالحسن اگر تم چاہو تو یہ سب امت ٹھیک ہو جائے اور کوئی بھی میری مخالفت نہ کرے۔ حضرت علی نے جواب دیا واللہ اگر دنیا کی تمام مال و دولت میرے پاس ہو تب بھی میں ان لوگوں کو آپ سے نہیں روک سکتا۔ لیکن میں آپ کو ایسی بات بتاتا ہوں جو آپ کے مقصود کو پورا کر دے۔ آپ اپنے بھائی ابو بکر و عمر کا اتباع کریں پھر میں ضامن ہوں کوئی بھی آپ کی مخالفت نہ کریگا۔

حضرت عثمان کے ایک غلام نے حضرت علی سے مکاتبت کی سفارش کرائی پس حضرت عثمان نے دو سو درہم کے عوض اس کو مکاتب بنا دیا۔ پھر حضرت عثمان نے غلام کو بلا کر کہا میں نے تیرا کان اینٹھا تھا تو اپنا بدلہ لے لے۔ غلام نے حضرت عثمان کا کان پکڑا اور حضرت عثمان نے فرمایا زور سے دنیا میں بدلہ سہل ہے آخرۃ کا بدلہ سہل نہیں۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عثمان میں صبح کے وقت سخت کلامی ہوئی اور دوپہر کو صلح ہو گئی۔ جب شام ہوئی تو دیکھا دونوں حقیقی بھائی کی طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جا رہے ہیں۔

وہ احادیث جو حضرت علیؓ سے بواسطہ حضرت عثمان مروی ہیں

حضرت علی فرماتے ہیں۔ میں نے عصر کی نماز امیر المومنین عثمان کے ساتھ پڑھی انہوں نے مسجد کے کونے میں ایک درزی کو دیکھا اور اس کے نکالنے کا حکم دیا کسی نے اُن سے عرض کیا امیر المومنین یہ شخص مسجد میں جھاڑو دیتا ہے اور دروازہ بند کرتا ہے اور کبھی کبھی چھڑکاؤ بھی کرتا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کاریگروں سے مسجدوں کو محفوظ رکھو۔

عاصم بن نمرہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا حضرت علیؓ نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے حضرت امیر المومنین عثمان کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا تو انھوں نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے امیر المومنین عمر بن الخطاب کو وضوء کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا تو آپ نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو وضو کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا حضور نے مجھ کو روکا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کے لئے پانی لیتے ہوئے دیکھا تو میں جلدی سے آگے بڑھا حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر وضوء میں کسی کی اعانت مجھے ناپسند ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے فرمایا کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا۔

حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قاتل ہونے پر انکار

حضرت ابن عباس نے حضرت علی سے روایت کیا کہ واللہ نہ میں نے حضرت عثمان کو قتل کیا نہ اس کا حکم کیا۔ البتہ لوگوں کو روکا ضرور ہے۔ واللہ نہ میں نے حضرت عثمان کو قتل کیا اور نہ اس کا حکم کیا لیکن لوگ مجھ پر غالب آ گئے۔

محمد بن حنفیہ نے حضرت ابن عباس سے کہا کیا تمہیں یوم ، بد ( ) یاد ہے جب میں حضرت علی کے دائیں اور تم بائیں تھے کہ ایک شور سنا حضرت علی نے فرمایا دیکھو کیا معاملہ ہے لوگوں نے عرض کیا یہ حضرت عائشہ ہیں جو قاتلین عثمان پر لعنت بھیج رہی ہیں اور لوگ آمین کہہ رہے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا خدا قاتلین عثمان پر ہر جگہ لعنت کرے۔ حضرت ابن عباس نے جواب دیا " تم نے سچ کہا " محمد بن حنفیہ نے کہا تو کیا میں اور تم صاحب عدل نہیں ہیں یحیٰی بن سعید انصاری کے چچا بیان کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی جنگ میں جب ہم لڑائی کے لئے تیار ہو گئے تو حضرت علی نے منادی کرائی کہ کوئی شخص نہ تیر پھینکے نہ نیزہ مارے نہ تلوار چلائے۔ اور لڑائی سے ابتداء نہ کرنا بلکہ نرمی اور مہربانی سے مقابل سے بات کرنا۔ اور فرمایا جو شخص اس وقت ثابت قدم رہے گا وہ قیامت کے دن بھی ثابت قدم رہے گا۔ اسی طرح کھڑے کھڑے دن چڑھ گیا اور مقابلین نے شور مچایا۔ اے عثمان کے قاتلین۔ حضرت علی نے اپنے صاحبزادہ محمد بن حنفیہ کو آواز دے کر پوچھا یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں انھوں نے قریب آ کر کہا امیر المؤمنین یہ لوگ قاتلین عثمان کہہ کر چلا رہے ہیں۔ حضرت علی نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ آج کے دن عثمان کے قاتلوں کو پچھاڑ دے۔ اُن کی دعا مقبول ہوئی اور حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی فرما رہے تھے واللہ اگر بنو امیہ چاہیں تو میں بنو ہاشم میں سے پچاس نوجوان پیش کر سکتا ہوں جو اس بات کی قسم کھا لیں کہ میں

نے حضرت عثمان کو قتل نہیں کیا۔ اور شاید یہ بھی کہا اور نہ میں نے ان کی اعانت کی اور نہ میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔ اور نہ میں اس فعل سے راضی ہوں۔

اور ابن سیرین سے آخر کے الفاظ بلاشک مروی ہیں۔

جس روز حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اُس روز حضرت عثمان نے حضرت علی کو بلایا۔ حضرت علی جانا چاہتے تھے لیکن لوگ چمٹ گئے۔ اور اُن کو روک لیا۔ حضرت علی نے اپنا سیاہ عمامہ گھمایا اور کہا اے خدائے پاک میں نہ اُن کے قتل سے راضی ہوں اور نہ اس کا حکم کر رہا ہوں۔

یوم جمل میں حضرت علی نے فرمایا اے اللہ قاتلین عثمان پر خسران و نامرادی نازل فرما۔

ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی کو احجار زیت کے پاس دیکھا وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے ہوئے کہہ رہے تھے۔ اے اللہ میں عثمان کے خون سے بری ہوں۔ میں نے عبدالملک بن مروان سے اس کا ذکر کیا تو اُس نے کہا میرے خیال میں بھی وہ بری تھے۔ میں نے کہا پھر منبروں پر کھڑے ہو کر اُن کو لعنت کیوں کرتے ہو عبدالملک نے جواب دیا بغیر اس کے سلطنت قایم نہیں رہ سکتی۔

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ جس روز حضرت عثمان شہید ہوئے آپ نے محاصرہ کی تکلیف سے تنگ آکر ایک کھڑکی سے لوگوں کو دیکھا اور آواز دی۔ اے اللہ کے بندو! حضرت علی رسول اللہ کا عمامہ باندھے ہوئے تلوار لٹکاتے ہوئے گھر سے نکلے۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن عمر آگے آگے تھے اور کچھ مہاجرین اور انصار ساتھ تھے۔ حضرت عثمان کے گھر پہنچے اور محاصرین پر حملہ کر کے ان کو ایک کو ٹھی پر پہنچایا اور حضرت عثمان کے پاس گئے۔ حضرت علی نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے قبل ان فتنوں سے مطلع فرما دیا تھا۔ مجھے آپ کے قتل کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی قتال

کا حکم دیجئے۔ حضرت عثمان نے فرمایا جو شخص اللہ اور رسول کا اور میرا کوئی حق سمجھتا ہو اُس سے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے سبب سے کسی کا یا اپنا ایک چلو بھر خون نہ بہائے۔ حضرت علی نے کہا امیرالمومنین لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان فتنوں کی خبر دی تھی۔ دروازہ پر فتنہ کھڑا ہے آپ ہمیں قتال کا حکم دیجئے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا جو شخص خدا کا کوئی حق اپنے پر سمجھتا ہو اسے اِس وقت اپنے گھر بیٹھ جانا چاہیئے۔

حضرت علی وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہم قتال سے روک دئے گئے۔ اتنے میں تکبیر ہو گئی۔ حضرت علی نے پانی منگایا اور وضو کی اور موزوں پر مسح کیا اور مسجد میں گئے۔ لوگوں نے عرض کیا ابوالحسن نماز پڑھایئے حضرت علی نے جواب دیا ایسی حالت میں کہ امام محصور ہے میں نماز نہ پڑھاؤں گا۔ بلکہ تنہا نماز پڑھوں گا۔ اور تنہا نماز پڑھ کر اپنے گھر لوٹ گئے۔ حضرت علی کے صاحبزادہ مع کچھ لوگوں کے آئے اور کہا اے باپ لوگ حضرت عثمان کے گھر میں گھس گئے۔ حضرت علی نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ لوگ ان کو ضرور قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا ابوالحسن حضرت عثمان کہاں ہوں گے؟۔ حضرت علی نے تین دفعہ کہا واللہ وہ جنت میں ہوں گے۔ کسی نے پوچھا اور قاتلین آپ نے تین دفعہ فرمایا وہ دوزخ میں ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ غنی کی شہادت

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو چونکہ انھیں اپنی قوم کی محبت زائد تھی اس لئے بعض صحابہ ان کی خلافت سے خوش نہ تھے۔ حضرت عثمان بارہ سال تک حاکم رہے اکثر بنو امیہ کو امراء بنا کر بھیجے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہ ہوئی تھی اور اُن سے وہ امور سرزد ہوتے تھے جن کو

نے ... ے۔ اور حضرت عثمان انھی میں خوش رہتے تھے اور ان کو قصور دار ... یر کے چھ سالوں میں اپنے چچازاد بھائیوں کو ترجیح دینے لگے اور ان کو ... اور ہر کام میں اپنا شریک کیا۔ اور عبداللہ بن سعد بن سرح کو مصر کا حاکم ... چند سال وہ حاکم رہے پھر اہل مصر حضرت عثمان کے پاس اُن کی شکایت لے کر ... ن کے ظلم کی چارہ جوئی کے لئے آتے۔ اور اس سے پہلے ہی سے حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر اور حضرت عمار بن یاسر میں کچھ کشیدگی تھی۔ حضرت ابن مسعود کی وجہ سے ہذیل اور بنو زہرہ کے دل حضرت عثمان سے صاف نہ تھے اور حضرت ابوذر کی وجہ سے بنو غفار اور ان کے ہم عہد کے دلوں میں کدورت تھی اور حضرت عمار کی وجہ سے بنو مخزوم ناراض تھے۔ جب اہل مصر نے حضرت عثمان سے ابن ابی سرح کی شکایت کی تو حضرت عثمان نے اُن کو خط لکھا اور تنبیہ کی اور اُن امور سے روکا۔ ابن ابی سرح نے حضرت عثمان کے حکم کی پرواہ نہ کی اور جو لوگ حضرت عثمان کے پاس سے آئے تھے اُن میں سے بعض کو مارا۔ اور جو اہل مصر حضرت عثمان کے پاس فریاد لے کر گئے تھے اُن کو قتل کر دیا۔ پس مصر سے نو سو آدمی بھاگ کر مدینہ آئے اور مسجد کے قریب مقیم ہوئے اور نماز کے اوقات میں ابن سرح کے اس فعل کی صحابہ سے شکایت کی جس پر حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان سے سخت کلامی کی اور حضرت عائشہ نے کہلا کر بھیجا کہ صحابہ تمہارے پاس آئے اور اس شخص کی معزولی کے متعلق تم سے کہا مگر تم نے انکار کر دیا۔ اب اُس شخص نے اُن میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ لہذا اپنے عامل سے ان کا حق دلائیے۔ حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے (حضرت علی سب سے زاید جرأت سے بولنے والے تھے) اور کہا یہ لوگ تم سے آدمی کے بدلہ آدمی مانگتے ہیں اور ابن ابی سرح کی طرف قتل کو منسوب کرتے ہیں۔ لہذا آپ ان کو معزول کر دیجئے اور فیصلہ کیجئے۔ اگر واقعی کوئی حق ان پر واجب ہو تو اُس کو اُن سے دلائیے۔ حضرت

عثمان نے کہا کسی آدمی کو تجویز کرد جس کو ان کی جگہ حاکم بنا کر بھیجوں۔ لوگوں نے محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا۔ اور اہل مصر نے کہا کہ محمد بن ابی بکر کو ہم پر حاکم بنا دیجئے۔ حضرت عثمان نے ان سے عہد لیا اور اُن کو حاکم بنا دیا۔ محمد بن ابی بکر روانہ ہوئے اور اُن کے ساتھ کچھ مہاجرین اور انصار بھی گئے تاکہ دیکھیں کہ اہل مصر اور ابن ابی سرح میں کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ ابھی تیسری منزل پر پہنچے ہوں گے کہ ایک سیاہ غلام کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھا اور اُس کو بہت مار رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی کی تلاش میں جا رہا ہے یا کوئی اس کی تلاش کو آرہا ہے۔ لوگوں نے اس غلام سے پوچھا کیا معاملہ ہے بھاگ کر جا رہے ہو یا کسی کی تلاش ہے غلام نے جواب دیا۔ میں امیرالمومنین کا نوکر ہوں امیر مصر کے پاس بھیجا ہے۔ ایک شخص نے کہا امیر مصر ہمارے ساتھ ہیں۔ غلام نے جواب دیا۔ میں اس امیر مصر کے پاس نہیں جا رہا۔ محمد بن ابی بکر کو اس کی اطلاع دی گئی انھوں نے چند آدمیوں کو اُس کے پیچھے دوڑایا وہ اس کو پکڑ کر لائے۔ محمد نے پوچھا تو کس کا غلام ہے وہ شخص بہانے کرنے لگا۔ کبھی کہتا کہ امیرالمومنین کا غلام ہوں اور کبھی کہتا کہ حضرت معاویہ کا غلام ہوں۔ حتی کہ ان میں سے ایک شخص نے پہچان لیا کہ یہ حضرت عثمان کا غلام ہے۔ محمد نے پوچھا تمہیں کس کے پاس بھیجا ہے غلام نے جواب دیا امیر مصر کے پاس۔ محمد نے پوچھا کیا پیغام دے کر بھیجا ہے غلام نے جواب دیا ایک خط دیا ہے محمد نے پوچھا تمہارے پاس خط ہے۔ غلام نے جواب دیا "نہیں"

لوگوں نے غلام کی تلاشی لی لیکن خط نہ ملا اس کے پاس ایک مشکیزہ تھا جو سوکھ گیا تھا۔ اُس میں کوئی چیز کھڑکھڑاتی تھی اُس کو ہلا کر نکالنا چاہا۔ جب نہ نکلی تو اس کو پھاڑا اُس میں سے حضرت عثمان کا عبداللہ بن سرح کے نام خط نکلا۔ محمد بن ابی بکر نے اپنے مہاجر و انصار رفقاء کو جمع کیا۔ اور اُن کے سامنے خط کھولا اس میں لکھا تھا جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں شخص آئیں تو ان کو حیلہ سے قتل کر دینا۔ اور میرے خط کو

لغو سمجھنا۔ اور جب تک میرا کوئی حکم آئے اپنے کام پر رہنا۔ اور جو شخص میرے پاس تمہارے ظلم کی فریاد کو آئے اس کو قید کر لینا۔ اور قریب ہی انشاء اللہ میرا دوسرا حکم تمہارے پاس پہنچے گا۔

خط پڑھ کر سب گھبرا گئے۔ اور ڈر گئے۔ اور مدینہ واپس ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر نے اس خط پر حاضرین کی مہریں لگا کر ایک شخص کے حوالہ کر دیا جب مدینہ پہنچے تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت علی اور حضرت سعد اور دیگر صحابہ کو جمع کیا اور اُن کے سامنے خط کھولا اور غلام کا واقعہ سنایا۔ اس کو پڑھ کر مدینہ کا ہر ہر فرد حضرت عثمان سے بگڑ گیا۔ اور جو لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر اور حضرت عمار کی وجہ سے ناراض تھے اُن کا غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ تمام صحابہ اُٹھ کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اس خط کی وجہ سے سب مغموم تھے۔ اور لوگوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر نے بنو تمیم کو جمع کر لیا۔ اور حضرت طلحہ نے بھی ان کو مدد دی اور حضرت عائشہ بھی اکثر حضرت عثمان پر اکساتی تھیں۔ جب حضرت علی نے یہ دیکھا تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت سعد اور حضرت عمار و دیگر صحابہ کو بلایا جو جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ اور کتاب اور اونٹ کو لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے۔ حضرت علی نے حضرت عثمان سے پوچھا یہ تمہارا غلام ہے؟ حضرت عثمان نے جواب دیا "ہاں" حضرت علی نے پوچھا "یہ اونٹ تمہارا ہے" حضرت عثمان نے جواب دیا "ہاں" حضرت علی نے پوچھا "یہ خط تم نے لکھا ہے"، حضرت عثمان نے جواب دیا "نہیں"، اور قسم کھائی کہ نہ میں نے اس کو لکھا ہے اور نہ کسی سے لکھوایا اور نہ مجھے اس کی خبر۔ حضرت علی نے پوچھا یہ مہر تمہاری ہے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا "ہاں" حضرت علی نے کہا تمہارا غلام تمہارا اونٹ لے کر ایک خط لے جائے جس پر تمہاری مہر ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو۔

حضرت عثمان نے قسم کھائی کہ نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ لکھوایا اور نہ اس غلام کو مصر بھیجا۔

لوگوں نے خط تو پہچان لیا۔ وہ مروان کا لکھا ہوا تھا۔ لیکن حضرت عثمان کے متعلق متردد تھے۔ پھر حضرت عثمان سے کہا کہ مروان کو ان کے حوالہ کردیں مروان حضرت عثمان کے پاس اُن کے گھر میں تھے۔ حضرت عثمان نے اس سے انکار کیا۔ اور صحابہ غصہ میں اُٹھ کر چلے گئے۔ صحابہ جانتے تھے کہ حضرت عثمان جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے۔ لیکن عوام الناس کہتے تھے ہم اُنھیں اُس وقت بری سمجھیں گے جب یہ مروان کو حوالہ کردیں گے تاکہ ہم تحقیق کر کے خط کا پتہ چلائیں کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی صحبت یافتہ ہے بغیر کسی جرم کے اُس کے قتل کا حکم کیسے دیا۔ اگر حضرت عثمان نے یہ لکھا ہے تو ان کو معزول کردیں گے اور اگر مروان نے حضرت عثمان کی طرف سے لکھا ہے تو ان کا معاملہ ہم پر چھوڑ دیں۔ اور حضرت عثمان کو مروان کے قتل کا اندیشہ تھا۔

لوگوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کر لیا اور پانی وغیرہ بند کردیا۔ حضرت عثمان نے لوگوں کو کھڑکی سے جھانکا اور کہا کیا تم میں علی بھی ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا "نہیں" پھر پوچھا کیا تم میں سعد بھی ہیں اُنھوں نے جواب دیا "نہیں" پھر آپ نے فرمایا کیا کوئی ایسا نہیں کہ علی سے کہہ دے کہ ہمیں پانی پلادیں۔ جب حضرت علی کو یہ معلوم ہوا تو اُنھوں نے تین مشکیزے پانی سے بھر کر جیسے ہمیشہ جایا کرتے تھے بھجوائے۔ جس کے سبب کچھ لوگ بنو ہاشم اور کچھ بنو اُمیہ کے زخمی ہوئے۔ اور بمشکل حضرت عثمان تک پانی پہنچا۔

جب حضرت علی کو معلوم ہوا کہ لوگ حضرت عثمان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا ہم صرف مروان کو چاہتے ہیں۔ حضرت عثمان کو قتل کرنا مقصود نہیں۔ اور حضرت حسن و حسین سے کہا اپنی تلواریں لے کر جاؤ حضرت عثمان کے دروازہ پر کھڑے ہو جانا۔ اور

کسی کو اندر نہ جانے دینا۔ اور حضرت زبیر نے بھی اپنے صاحبزادہ کو بھیجا اور حضرت طلحہ نے بادل ناخواستہ اپنے صاحبزادہ کو بھیجا اور متعدد صحابہ نے اپنے لڑکوں کو بھیجا تاکہ لوگوں کو اندر نہ جانے دیں۔ اور مروان کا مطالبہ کرتے رہیں۔ ادھر لوگوں نے حضرت عثمان پر پتھر پھینکنے شروع کئے۔ جس سے حضرت حسن خون آلودہ ہوئے۔ مروان گھر میں تھا اس کو زخم پہنچے اور محمد بن طلحہ بھی خون میں رنگ گئے۔ حضرت علی کا غلام قنبر زخمی ہو گیا۔ محمد بن ابی بکر نے جب یہ دیکھا ان کو خوف ہوا کہ اگر بنو ہاشم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کا یہ حال دیکھ لیا تو وہ غضبناک ہو جائیں گے اور ایک فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ اور دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر کہا اگر بنو ہاشم آئے اور انھوں نے حضرت حسن کے چہرے پر خون دیکھا تو عثمان کے پاس سے لوگوں کو ہٹا دیں گے اور ہمارے ارادے باطل ہو جائیں گے۔ اب تم میرے ساتھ چلو تاکہ فلاں انصاری کے گھر میں سے دیوار پر سے چڑھ کر اندر پہنچ جائیں۔ یہ اسی طرح حضرت عثمان تک پہنچ گئے اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اس لئے کہ حضرت عثمان کے حامی سب چھت پر تھے۔ ان کے پاس صرف ان کی بیوی تھیں۔ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم یہیں ٹھیر جاؤ۔ ان کے پاس ان کی بیوی بھی تھیں۔ جب میں اُن کو پکڑ لوں تو تم ایک دم پہنچ کر قتل کردینا۔ محمد ابن ابی بکر اندر گئے اور حضرت عثمان کی ڈاڑھی کو پکڑ لیا حضرت عثمان نے فرمایا واللہ اگر تمھارے باپ تمھیں اس طرح میرے ساتھ دیکھتے تو اُن کو بُرا معلوم ہوتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر کے دونوں ہاتھ چھوٹ گئے۔ اور وہ دونوں شخص اچانک آئے اور آپ کو قتل کر کے جس راستہ سے آئے تھے وہیں سے بھاگ گئے۔ حضرت عثمان کے گھر میں سے چلائیں لیکن شور کے سبب کوئی سن نہ سکا۔ پھر اوپر چڑھ کر کہا۔ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین مع اپنے رفقاء کے اندر گئے جب حضرت عثمان کو مذبوح پایا تو روتے ہوئے حضرت عثمان پر گر پڑے۔ پھر یہ لوگ

گھر سے نکلے اور کچھ اور لوگ اندر گئے تو حضرت عثمان کو مقتول پایا۔ حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت سعد کو اور دیگر اہل مدینہ کو خبر ہوئی تو وہ اس خبر سے بدحواس ہو گئے۔ اور حضرت عثمان کے پاس آئے ان کو مقتول دیکھ کر" انا للہ و انا الیہ راجعون" کہا۔

حضرت علی نے اپنے صاحبزادوں سے کہا تمھاری موجودگی میں امیر المومنین کیسے قتل ہوئے؟۔ اور حضرت حسن کے چپت مارا اور حضرت حسین کے سینہ میں مارا اور محمد بن طلحہ کو گالی دی اور عبداللہ بن زبیر کو لعنت کی۔ حضرت علی غصہ میں بھرے ہوئے نکلے ان کا خیال تھا کہ یہ قتل حضرت طلحہ کے اشارہ سے ہوا۔ راستہ میں حضرت طلحہ ملے اور کہنے لگے ابو الحسن کیا ہوا حسن و حسین کو کیوں مارا حضرت علی نے کہا تجھ پر خدا کی لعنت ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا امیر المومنین جو اصحاب بدر سے تھے بے گناہ اور بے دلیل قتل کئے جائیں۔

حضرت طلحہ نے کہا اگر (حضرت) عثمان مروان کو حوالہ کر دیتے تو کیوں قتل ہوتے۔ حضرت علی نے کہا اگر مروان کو تمہارے حوالہ کر دیتے تو بلا کسی ثبوت کے مروان قتل کر دیا جاتا۔

حضرت علی وہاں سے اپنے گھر پہنچے لوگ آپ کے پاس گھر آئے۔ سب کی رائے تھی حضرت علی امیر المومنین ہوں۔ اور عرض کیا "ہاتھ بڑھایئے آپ احق ہیں۔ ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ حضرت علی نے جواب دیا یہ معاملہ تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ صحابہ بدریین کے ہاتھ میں ہے جس پر وہ راضی ہو جائیں گے وہی خلیفہ ہوگا اصحاب بدریین سے ہر ایک حضرت علی کے پاس آیا اور کہا کوئی تم سے احق نہیں لہذا ہاتھ لایئے تاکہ بیعت کریں۔ حضرت علی نے کہا طلحہ اور زبیر کہاں ہیں۔ اول زبانی حضرت طلحہ نے بیعت کی۔ اور ہاتھ پر اول حضرت سعد نے بیعت کی۔ حضرت علی نے جب یہ

دیکھا تو مسجد میں گئے۔ اور منبر پر چڑھے۔ اول حضرت طلحہ منبر پر چڑھے اور بیعت کی ان کی انگلیاں شل تھیں۔ حضرت علی نے اس سے بد فالی لی اور کہا اگر یہ پھر جاتے تو اچھا تھا۔ پھر حضرت زبیر اور حضرت سعد اور دیگر صحابہ نے بیعت کی اس کے بعد حضرت علی منبر سے اُترے اور لوگوں کو بلایا اور مروان کو تلاش کرایا وہ بھاگ گیا۔ پھر مروان کے لڑکوں اور ابن ابی معیط کو بلایا وہ بھی بھاگ گئے۔

حضرت عائشہ روتی ہوئی نکلیں اور کہتی تھیں "عثمان خدا تم سے راضی ہو" حضرت عمار بن یاسر نے ان سے کہا کل تو تم حضرت عثمان کے خلاف بھڑکا رہی تھیں آج ان کو رو رہی ہو۔

حضرت علی حضرت عثمان کی بیوی کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا۔ انھوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں دو شخص اندر آئے جن کو میں نہیں جانتی البتہ صورت پہچان سکتی ہوں۔ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی تھے اور حضرت علی اور مجمع کو محمد بن ابی بکر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا وہ سنایا۔ حضرت علی نے محمد بن ابی بکر کو بلایا اور جو کچھ انھوں نے ذکر کیا تھا اس کے متعلق پوچھا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب دیا واللہ انھوں نے جھوٹ نہیں بولا۔ میں قتل کے ارادہ سے گھر میں گیا لیکن جب انھوں نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں ہٹ گیا۔ میں توبہ کر چکا۔ واللہ نہ میں نے اُن کو قتل کیا اور نہ قتل کے وقت پکڑا۔ حضرت عثمان کے گھر میں سے بولیں یہ سچ کہا لیکن یہی اُن کو اندر لے کر آیا تھا۔

ابوجعفر انصاری سے مروی ہے کہ جب لوگ شہادت عثمان کے دن حضرت عثمان پر داخل ہوئے تو میں گھبرا کر گھر سے نکلا اور مسجد کے قریب سے گزرا تو ایک شخص کو عورتوں والے سائبان میں بیٹھے ہوئے دیکھا جس نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا اور اس کے گرد تقریباً دس آدمی اور بیٹھے تھے۔ جب قریب ہوا تو وہ حضرت علی تھے

آپ نے پوچھا اس شخص نے (حضرت عثمان) نے کیا کیا میں نے جواب دیا وہ مقتول ہو گئے
آپ نے فرمایا قاتلین کے لئے ابد الآباد تک ہلاکت اور بربادی ہو۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنا خلیفہ متعین نہیں فرمایا

جب حضرت علی کوفہ تشریف لے گئے تو قیس بن عبادہ وغیرہ آپ کے پاس آئے
اور کہا کہ آپ ہمیں اپنے اس سفر سے مطلع کیجئے کہ آپ والی بنانا چاہتے ہیں اور لوگ
آپس میں لڑ رہے ہیں کیا حضور نے آپ سے کوئی عہد کیا تھا۔ اگر کوئی عہد کیا ہو تو
فرمایئے آپ قابل اعتماد ہیں۔ اور روایۃ میں مامون ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا رسول
اللہ صلعم کا کوئی عہد وپیمان میرے پاس نہیں ہے۔ جب سب سے پہلے میں نے حضورؐ
کی تصدیق کی ہے تو سب سے پہلے حضورؐ کی جانب کذب منسوب نہ کروں گا۔ اگر حضورؐ
کا کوئی عہد میرے پاس ہوتا تو میں بنو تیم کے بھائی اور عمر بن الخطاب کو رسول اللہؐ
کے منبر پر نہ چڑھنے دیتا بلکہ اگر میرے پاس اس چادر کے سوا کچھ مال نہ ہوتا تب بھی اُن
سے قتال کرتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ نہ مقتول ہوئے اور نہ اچانک آپ کا وصال
ہوا بلکہ حضورؐ چند شب و روز بیمار رہے ان ایام میں موذن آپ کی خدمت میں حاضر
ہو کر نماز کی اطلاع کرتا اور آپ میرے موجود ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے
کے لئے فرماتے بلکہ بعض ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضورؐ کو حضرت ابوبکر کی امامۃ
سے روکیں تو حضورؐ نے انکار فرمایا اور ناراض ہوئے اور فرمایا "تم بھی یوسف علیہ السلام
کی عورتوں کی طرح پریشان کرتی ہو (یا اُن کی طرح دل میں کچھ رکھتی اور ظاہر کچھ کرتی ہو)
ابوبکر کو حکم کرو کہ نماز پڑھائیں" جب حضورؐ کا وصال ہوا تو ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا

جن کو رسول اللہ صلعم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا اُن کو اپنی دنیا کے لئے چھانٹ لیا۔ نماز کا اسلام میں بڑا درجہ ہے اور نماز دین کا ستون ہے۔ ہم نے حضرت ابو بکر سے بیعت کی وہ اس کے اہل بھی تھے اُن کی خلافت میں کوئی اختلاف وغیرہ نہیں ہوا نہ بعض نے بعض پر گواہی دی اور نہ کسی نے اُن سے براءت کی۔ میں نے حضرت ابو بکر کا حق ادا کیا اور ان کی اطاعت کی۔ اور اُن کے ساتھ لشکر میں مل کر جہاد کیا۔ انھوں نے جب کچھ عطا فرمایا تو لے لیا اور جب جہاد کے لئے فرمایا تو جہاد کیا۔ اُن کے سامنے اپنے کوڑے سے حدود قایم کرتا تھا۔ جب حضرت ابو بکر کا وصال ہوا تو انھوں نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا۔ حضرت عمر نے اپنے صاحب کے طریقے کو پکڑا اور اپنے علم کے مطابق کیا۔ ہم نے حضرت عمر سے بیعت کی۔ اُن کی بھی خلافۃ میں نہ کوئی جھگڑا ہوا اور نہ اختلاف ہوا۔

میں نے حضرت عمر کے سامنے اُن کے حقوق کو پورا کیا اور اُن کی اطاعۃ کی اور اُن کے ہمراہ لشکر میں مل کر جہاد کیا۔ اُنھوں نے اگر کچھ دیا تو لے لیا۔ اور جب جہاد کے لئے فرمایا جہاد کیا۔ اور اپنے کوڑے سے اُن کے سامنے حدود قائم کی۔ جب اُن کا بھی وصال ہو گیا تو میرے دل میں اپنی قرابۃ رسول اور سبقت اسلام اور افضلیت کا خیال آیا۔ مجھے خیال تھا کہ حضرت عمر میرے ساتھ انصاف نہ کریں گے۔ (اور کسی اور کو خلیفہ کریں گے) لیکن اُن کو اندیشہ ہوا کہ اگر اُن کے مقرر کردہ خلیفہ نے دین کے مطابق نہ کیا تو اُن کو قبر میں اُس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے انھوں نے اپنے کو اور اپنے صاحبزادہ کو اس سے نکال لیا۔ اگر اُن کا مقصود ناانصافی ہوتا تو اپنے صاحبزادہ کو ترجیح دیتے لیکن وہ قریش کے چھ آدمیوں کے حوالہ کر کے جن میں سے ایک میں ہوں خود بری ہو گئے جب مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تو میرے دل میں اپنی قرابت رسول اور سبقت اسلام اور افضلیۃ کا خیال آیا۔ مجھے ان لوگوں سے بھی انصاف کی امید نہ تھی حضرت عبدالرحمٰن

نے ہم سے عہد و پیمان لیا کہ جس کو حق تعالیٰ حاکم بنائے ہم اُس کی اطاعت کریں پھر میرا ہاتھ پکڑا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا لیکن میری اطاعت میری بیعت پر سبقت لے گئی اور مجھ سے دوسرے کی اطاعت کے لئے عہد لیا گیا تھا۔ ہم نے حضرت عثمان سے بیعت کی اور اُن کے حق کو پورا کیا۔ اور اُن کی اطاعت کو حق سمجھا اور اُن کے ہمراہ اُن کے لشکر میں جہاد کیا۔ جب انھوں نے دیا لے لیا اور جب جہاد کے لئے کہا تو جہاد کیا اور اُن کے سامنے بھی میں اپنے کوڑے سے حدود قایم کرتا تھا۔ جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو میں نے پھر اپنے معاملہ میں غور کیا تو دیکھا کہ وہ دو خلیفہ جن کے لئے حضورؐ کا عہد تھا (حضرت ابوبکر سے) نماز پڑھوا کر (اور حضرت عمر سے بواسطہ حضرت ابوبکر کے) وہ دونوں تشریف لے گئے اور پھر حضرت عثمان جن سے میں نے عہد کیا تھا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اہلِ حرمین اور ان دو شہر والوں نے مجھ سے بیعت کی (اس کے بعد مروی ہے) اب معاویہ بن ابی سفیان اہل شام کو لے کر مجھ سے قتال کے لئے آیا ہے۔ واللہ میں اس سے احق ہوں میں مہاجرین میں ہوں اور یہ اُن لوگوں میں ہے جو فتح مکہ میں آزاد کئے گئے تھے میں رسول اللہ صلعم کا رشتہ دار ہوں اور حضورؐ کے ساتھ ہجرت کی اور یہ خود بھی آزاد شدہ قیدی ہے اور اس کا باپ بھی آزاد شدہ قیدی تھا۔ واللہ میں اس سے احق ہوں واللہ اگر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی بیعت کے وقت نزاع ہوتا تو یہ معاویہ ان کے ساتھ بھی قتال کرتا۔

انھوں نے عرض کیا اے ابوالحسن تم سچے اور نیک ہو تم نے دلیل بیان کی اور ثابت کر دیا۔ واللہ تم معاویہ سے احق ہو۔

[illegible] سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میری اور تمہاری اور حضرت عثمانؓ

کی مثال تین بیل جیسی ہے جو ایک چراگاہ میں رہتے تھے ایک سفید تھا اور دوسرا سیاہ اور تیسرا سرخ اور ان کے ساتھ اسی چراگاہ میں ایک شیر بھی رہتا تھا۔ ان کے اجتماع کے باعث شیر کا ان پر قابو نہ چلتا تھا۔ ایک روز شیر نے سیاہ بیل اور سرخ بیل سے کہا اس سفید بیل کا رنگ مشہور ہے اس کی وجہ سے ہمارا پتہ چل جاتا ہے اگر مجھے اجازت دو تو میں اس کو کھالوں پھر چراگاہ میرے اور تمہارے لئے خالی ہو جائے گی اور ہم اس میں عیش کریں گے۔ انہوں نے جواب دیا تمہیں اختیار ہے کھالو۔ کچھ روز بعد شیر نے سرخ بیل سے کہا میرا اور تمہارا رنگ مشہور نہیں، اس سیاہ بیل کا رنگ مشہور ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں اس کو کھالوں۔ اس نے جواب دیا تمہیں اختیار ہے کھالو۔ پھر کچھ روز بعد شیر نے اس سے کہا میں تجھے کھانے والا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دو کہ میں تین آواز دوں شیر نے کہا اچھا آواز دو۔ سرخ بیل نے تین دفعہ چلا کر کہا۔ سمجھ لو جس دن سفید بیل کو کھایا گویا مجھے بھی اُسی دن کھا لیا تھا۔

حضرت علیؓ کہتے تھے سمجھ لو کہ میں بھی اسی دن ضعیف اور کم زور ہو چکا جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تم نے مجھے اور حضرت ابوبکرؓ کو یکساں سمجھا میں نے اس کو تسلیم کیا تم نے مجھے اور حضرت عمرؓ کو ایک درجہ میں سمجھا میں نے اس کو قبول کیا۔ تم نے مجھے اور حضرت عثمانؓ کو ایک درجہ میں سمجھا میں نے اس کو تسلیم کیا۔ اب تم مجھے اور معاویہ کو ایک درجہ میں شمار کرتے ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس تکلیف میں رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا حضرت علیؓ حضور کے پاس سے باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا۔ ابوالحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کیسے رہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا بحمد اللہ اچھے رہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تمہیں معلوم ہے کہ تم دو تین روز بعد لاٹھی کے غلام بننے والے ہو (یعنی تمہاری لوگوں میں کوئی عزت نہ ہوگی) واللہ میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی مرض میں وصال ہوگا اور مجھ کو بنو عبدالمطلب کے لئے موت نظر آرہی ہے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ خلافت کن میں ہوگی۔ اگر ہمارے میں ہوگی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر دوسروں میں ہوگی تو حضور ان کو ہمارے متعلق وصیت فرما دیں گے حضرت علیؓ نے جواب دیا اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور آپ نے ہمیں اس سے روک دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے۔ واللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز نہ پوچھوں گا۔

حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے ملے اور فرمایا تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا رسول اللہ نے تم کو والی بنایا تھا حضرت علیؓ نے کہا اگر ایسا ہو تو تم اور تمہارا ساتھی کیا کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے ساتھی تو تشریف لے گئے۔ لیکن میں واللہ یہ وبال اپنی گردن سے نکال کر تمہاری گردن میں ڈال دوں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جو آپ کو خلافت سے ہٹائے خدا اس کو ہلاک کرے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک جھنڈا دیا ہے جب میں کھڑا ہوں گا تو میری مخالفت کرنے والا گمراہ ہوگا۔

حضرت علیؓ سے کسی نے کہا۔ آپ اپنا خلیفہ کیوں نہیں بناتے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں خلیفہ نہ بناؤں گا اور تمہیں ایسا ہی چھوڑوں گا۔ جیسا حضور نے چھوڑا۔ یعنی جیسا حضور نے خلیفہ نہیں بنایا ایسا ہی میں بھی خلیفہ نہ بناؤں گا۔

مروی ہے کہ حضرت علیؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس نے دانہ کو شق کیا اور ہر ذی روح کو پیدا کیا یہ ان سے خون آلود ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا۔

امیر المومنین ہمیں بتا دیجئے تاکہ اس کو اور اس کے کنبہ کو اپنے قبضہ میں کر لیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ جو شخص میرا قاتل مقدر ہو چکا وہ ضرور مجھے قتل کرے گا۔ لوگوں نے کہا کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں اس ذات پاک کے بھروسہ چھوڑتا ہوں جس کے بھروسہ حضور نے ہمیں چھوڑا تھا۔ لوگوں نے کہا آپ حق تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا کیا مجھے میرے پروردگار سے ڈراتے ہو۔ میں کہوں گا اے پروردگار جب تک مصلحت سمجھا مجھے زندہ رکھا اور جب مصلحت سمجھا مجھے اٹھا لیا۔ اب مجھ سے زائد تم ان کے حال کو جانتے ہو اگر چاہو ان کی اصلاح کر دو اور اگر چاہو ان کو گمراہ کر دو۔ اور بعض روایت میں ہے کہ میں خلیفہ نہ بناؤں گا بلکہ جیسا رسول اللہ صلعم نے ہمیں چھوڑا تھا ویسا ہی میں تم کو چھوڑوں گا ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو ہم پر خلیفہ بنا دیجئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اگر حق تعالیٰ تمہارے میں خیر کی صلاحیت دیکھیں گے تو کسی بہتر شخص کو تم پر خلیفہ بنا دیں گے۔ حق تعالیٰ نے ہمارے اندر خیر پائی تو حضرت ابوبکرؓ کو ہم پر خلیفہ بنا دیا۔

صعصعہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہمارے میں شر دیکھی تو حضرت معاویہ کو ہم پر حاکم بنا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا

حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو ہم پر خلیفہ بنا دیجئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اگر میں نے کسی کو خلیفہ بنایا اور تم نے اس کی نافرمانی کی تو عذاب نازل ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ

بنالیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تم نے ان کو خلیفہ بنایا تو ان کو دین میں قوی اور بدن میں ضعیف اور کم زور پاؤ گے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنالیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم نے ان کو خلیفہ بنایا تو دین میں بھی ان کو قوی پاؤ گے اور بدن میں بھی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا حضرت علیؓ کو خلیفہ بنالیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اگر ان کو خلیفہ بنایا تو یہ صاحب ہدایت ہیں۔ اور ہدایت پر چلائیں گے۔۔ اور تمہیں راہ راست پر قائم رکھیں گے۔ اور بعض کلمات خیر ارشاد فرمائے

طلحہ بن معرف کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت کی تھی۔ ابن ابی اوفی نے جواب دیا "نہیں" میں نے کہا پھر مسلمانوں کے لئے وصیت کیسے ضروری ہے۔ ابن ابی اوفی نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر عمل کی وصیت کی تھی اس کے علاوہ اور کوئی وصیت نہیں کی۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا، حضرت عمرؓ سے عرض کیا گیا کہ آپ خلیفہ بنا دیجئے تو آپ نے فرمایا کیا حیات و ممات دونوں حالت میں یہ بوجھ اٹھاؤں اگر میں تم کو بغیر خلیفہ کے چھوڑوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بغیر خلیفہ چھوڑا تھا۔ اور اگر خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر نے خلیفہ بنایا ہے۔

حاضرین نے ان کی مدح کی تو فرمایا میں راغب بھی ہوں اور خائف بھی۔ میں چاہتا ہوں تمہارا معاملہ برابر طے ہو جائے۔ نہ کچھ مجھے ملے اور نہ کچھ میرے ذمہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا "اگر میں تم کو بے خلیفہ چھوڑوں تو مجھ سے بہتر نے تمہیں بے خلیفہ چھوڑا ہے" تو میں سمجھ گیا کہ حضرت عمرؓ خلیفہ نہ بنائیں گے۔

خلافت میں مشورہ

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے

بعد ایسا امر پیش آنے والا ہے جس کے متعلق نہ قرآن میں کوئی حکم ہے اور نہ آپ سے کچھ سنا
حضور نے ارشاد فرمایا عبادت گذار مومنوں کو جمع کر کے مشورہ کر لینا اور ایک شخص کی رائے
پر فیصلہ نہ کرنا۔

وہ احادیث جو خلفاء اربعہ کے فضائل میں حضرت علیؓ سے مروی ہیں

حضور نے ارشاد فرمایا حق تعالیٰ ابو بکرؓ پر رحم فرماویں مجھ سے اپنی لڑکی کا نکاح کیا اور
بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا اور مدینہ تک کے لئے مجھے سواری دی۔
حق تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرماویں حق بات کہتا ہے اگرچہ کڑوی ہو۔
حق تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرماویں اس سے ملائکۃ اللہ حیا کرتے ہیں۔
حق تعالیٰ علی پر رحم فرماویں حق تعالیٰ حق کو ان کے ساتھ رکھتے ہیں۔
حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے قبل ہی مجھ سے
یہ راز فرمایا تھا کہ حضورؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ
اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ اور میں بھی قریب ہی خلیفہ ہوں گا۔ حضرت علیؓ فرماتے
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے علیؓ حق تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے
ابو بکرؓ کو والد اور عمرؓ کو وزیر اور عثمانؓ کو معتمد اور تجھ کو مددگار بناؤں۔ تم چاروں سے حق تعالیٰ
اپنی کتاب میں عہد لیا ہے۔ جو شخص مومن ہوگا وہ تم سے محبت کرے گا۔ اور جو فاجر و بدکار
ہوگا وہ تم سے بغض رکھے گا۔ تم چاروں میری نبوت کے خلیفہ ہو اور میری سنت کو مضبوط

کرنے والے ہو اور میری طرف سے اُمت کے راہبر ہو۔ تم آپس میں قطع تعلقات نہ کرنا اور ایک دوسرے کو نہ جھٹلانا۔ اور آپس میں چشم پوشی اور درگزر سے کام لینا اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے دعائے مغفرت کرنا۔

حضرت جابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ میرے وزیر ہیں اور میرے بعد امت کو سنبھالیں گے۔ اور عمرؓ میرے دوست ہیں جو گویا میری زبان سے بولتے ہیں۔ اور عثمانؓ میرے ہیں اور علیؓ میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکرؓ میرے بعد جب تم خلیفہ ہو گے تو کیا کرو گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ میں تو اس سے پہلے مر چکوں گا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے عمرؓ تم کیا کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا میں اس وقت ہلاک ہو جاؤں گا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے عثمانؓ تم کیا کرو گے۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا میں کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور ظلم نہیں کروں گا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے علیؓ تم کیا کرو گے۔ حضرت علی نے جواب دیا کم روزی کھاؤں گا اور کم بولوں گا اور کھجور تقسیم کروں گا اور جماعت کی حمایت کروں گا (یا چنگاری کو بجھاؤں گا۔)

پھر حضرت معاویہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اگر تو حاکم ہو گیا تو کیا کرے گا۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ بدعت کو سنت بنا دے گا اور قبیح کو حسنہ اسی حالت میں بچہ کی نشو ونما ہو گی اور اسی میں بڑا ہلاک ہو گا۔ تیرا کھانا کم ہو گا اور ظلم بہت ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں حضرت علی کے پاس تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا ذکر آیا تو حضرت علی نے کہا اے قوم رسول اللہ کے اصحاب سے انجان نہ ہو۔ حق تعالیٰ نے خلافت کی ابتدا حضرت ابوبکر سے کی پھر حضرت عمر سے پھر حضرت عثمان سے اور مجھ پر خلافت کو ایسا ختم کر دیا جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کیا۔

حدیث سفینہ

حضرت سفینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس سال خلافت رہے گی اس کے بعد سلطنت ہو جائے گی۔

حضرت سعد کہتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے مجھ سے فرمایا کہ حساب لگاؤ میں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کی خلافت کو شمار کیا تو پورے تیس سال ہوئے۔

اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت سفینہ نے فرمایا شمار کرو دو سال حضرت ابوبکر کے اور دس سال حضرت عمر کے اور بارہ سال حضرت عثمان کے اور چھ سال حضرت علی کے۔

خلفاء راشدین کے متعلق اہل بیت کے اقوال

حضرت حسین کے صاحبزادہ حضرت علی سے کسی نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے متعلق پوچھا اور کہا کہ ان دونوں کی دربارِ نبوی میں کیا قدر و منزلت تھی۔

حضرت علی بن حسین نے جواب دیا جو آج ہے کہ دونوں حضرات حضورؐ کے پاس لیٹے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں ایک شخص حاضر کیا گیا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو گالی دیتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ بعض نے کہا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اور بعض نے مشورہ دیا کہ اس پر دو حد قایم کی جائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو حضرت علی بن حسین کے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے فرمایا نبی کے علاوہ کسی دوسرے کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس کو حد لگا کر اس کے منہ پر بندھن باندھ دیا جائے۔

حضرت علی بن حسین سے مروی ہے کہ عراق کے بعض لوگ میرے پاس آئے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر کے متعلق کچھ کہنے لگے پھر حضرت عثمان کے پیچھے پڑے اور کوئی برائی نہ چھوڑی۔ میں نے ان سے پوچھا کیا تم ان مہاجرین اولین سے ہو جن کے متعلق حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں الذین خرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا الآیہ۔ انھوں نے جواب دیا۔ "نہیں" پھر میں نے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں ہو جن کا اس آیت میں ذکر ہے الذین تبوءو الدار والایمان من قبلھم الآیہ۔ انھوں نے جواب دیا "نہیں"

میں نے کہا دونوں فریق سے ہونے کی تم نے خود برارٔۃ ظاہر کر دی اور اس کی میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جن کے متعلق حق تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ خدا تمہیں غارت کرے میرے پاس سے چلے جاؤ

حضرت جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ میرے باپ اور دادا حضرت ابوبکر

اور حضرت عمر کو دوست رکھتے تھے اور ان پر تبرّا نہ کرتے تھے۔

حضرت جعفر نے فرمایا یہ حضرات بمنزلہ باپ کے ہیں پھر ان سے کیسے محبت نہ ہو جو یہ تقیہ سے کہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ تشریف فرما تھے کہ انصار کی ایک عورت میرے پاس آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امن میں دیکھوں گی تو حضورؐ کے پاس ڈھول بجاؤں گی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اس سے کہو کہ ڈھول بجا کر اپنی نذر پوری کرے۔ وہ عورت ڈھول لے کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئی اور دو یا تین چوٹ ماری ہوں گی کہ حضرت عمر نے دروازہ کھلوایا اس کے ہاتھ سے ڈھول گر گیا اور بھاگ کر حضرت عائشہ کے پردہ میں چلی گئی۔ حضرت عائشہ نے اس سے پوچھا "تجھے کیا ہو گیا" اس نے جواب دیا "میں نے عمر کی آہٹ سنی تو ان سے ڈر لگا"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا عمر کی آہٹ سے شیطان بھاگتا ہے۔

کسی نے حضرت جعفر بن محمد سے کہا اے رسول اللہ کے نواسے تم حضرت ابو بکر کے متعلق کیا کہتے ہو۔ حضرت جعفر نے فرمایا اُس حدیث کے بعد جو مجھ سے میرے باپ نے حضرت حسین سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے رسول اللہ صلعم سے سنا حضورؐ نے ارشاد فرمایا انبیاء اور مرسلین کے بعد ابو بکر صدیق سے افضل شخص پر نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا۔ (یعنی انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت ابو بکر سے کوئی شخص افضل نہیں) پھر حضرت جعفر نے کہا اگر میں جھوٹ کہہ رہا ہوں

تو مجھے میرے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میسر نہ ہو میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے قیامت میں شفاعت کی امید ہے۔

محمد بن علی بن حسین بن علی کے اقوال

حضرت کثیر کھجور فروخت نے کہا میں حضرت ابوجعفر کے پاس مدینہ آیا انھوں نے خوان منگوایا جس کے پائے تھے۔ اور ایک شرید کا پیالا اور کھجور لائے جب کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو میں نے ان سے پوچھا آپ شیخین کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ حضرت ابوجعفر نے فرمایا یہ دونوں حضرات خلیفہ ہوئے اور انصاف کیا ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کا اتباع کرتے ہیں۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ تقیہ کرتے ہیں۔ حضرت ابوجعفر نے فرمایا تقیہ زندوں سے ہوتا ہے مردوں سے تقیہ نہیں ہوتا۔ اور ہشام بن عبدالملک کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا خدا اس کو غارت کرے اور کر دیا۔

سالم بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر اور حضرت جعفر سے شیخین کے متعلق پوچھا ان دونوں نے فرمایا سالم ان کا اتباع کر اور ان کے دشمن سے بری ہو جا۔ واللہ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے بری ہیں اور حضرت جعفر نے کہا کیا کسی کو اپنے دادا کو گالی دیتے ہوئے بھی دیکھا۔ یعنی یہ حضرات بمنزلہ دادا کے تھے ہم ان کو کیسے برا کہہ سکتے ہیں۔

کسی نے حضرت ابوجعفر سے پوچھا شیخین کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے حضرت ابوجعفر نے فرمایا میں ان دونوں حضرات کا اتباع کرتا ہوں۔ اور ان کے

لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں۔ اور میں نے اپنے کنبہ میں جس کو بھی دیکھا وہ اُن کا اتباع کرتا تھا۔

حکیم ابن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جعفر سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو سب و شتم کرتے ہیں۔ حضرت ابو جعفر نے فرمایا یہ لوگ بد دین ہیں۔

کثیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جعفر سے شیخین کے متعلق پوچھا فرمایا ان میں شک کرنے والا مثل اس شخص کے ہے جو سنت میں شک کرے ان سے بغض رکھنا نفاق ہے اور انصار سے بغض رکھنا نفاق ہے۔

پھر اپنی گردن پر ہاتھ مار کر کہا کثیر ان کا اتباع کرو۔ پھر جو مصیبت بھی تمہیں پہنچے گی وہ میری گردن پر۔ پھر فرمایا بنو ہاشم اور بنو عدی اور بنو تمیم میں زمانہ جاہلیت میں عداوۃ اور بغض تھا جب مسلمان ہوگئے تو آپس میں محبت ہوگئی اور دلوں سے بغض نکل گیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر کی کوکھ میں تکلیف ہوئی تو حضرت علی محبت کے باعث اپنے ہاتھ کو آگ پر گرم کر کے اُس سے حضرت ابو بکر کی کوکھ سینکتے تھے حق تعالیٰ نے ان ہی کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر سے پوچھا کیا تم اہل بیت میں کوئی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو گالی دیتا ہے۔ حضرت ابو جعفر نے کہا نہیں بلکہ اُن کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اُن سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کے لئے

دعاء مغفرت کرتے ہیں۔

میں نے دریافت کیا اہل بیت میں سے کوئی رجعت[ع] کا قائل ہے۔ حضرت ابوجعفر نے فرمایا نہیں۔ میں نے دریافت کیا اہل بیت میں سے کوئی اس کا قائل ہے کہ دنیا اس امت کے لئے شرک ہے۔ حضرت ابوجعفر نے فرمایا۔ نہیں۔

محمد بن علی نے مجھ سے کہا اے جابر معلوم ہوا ہے کہ عراق میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو برا کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان سے ایسا کہا ہے تم ان کو میری طرف سے پہنچا دینا کہ میں خدا کے یہاں ان سے بری ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں بادشاہ ہوگیا تو اللہ کی راہ میں ان کا خون بہاؤں گا۔ اگر میں اُن کے لئے دعاء مغفرت اور رحمت نہ کرتا ہوں تو مجھے رسول اللہ کی شفاعت میسر نہ ہو۔ صرف اللہ کے دشمن ہی ان سے غافل ہیں۔

حضرت ابوجعفر فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے زمانہ میں حضرت ابوبکر کے گھرانہ کو صحابہ رسول اللہ کا گھرانہ کہتے تھے۔

حضرت ابوجعفر سے مروی ہے کہ فتح خیبر میں رسول اللہ صلعم نے مہاجرین اور انصار کو کھجور اور کشمش تقسیم کی۔ اور بنو ہاشم کو غلہ گیہوں اور جو وغیرہ تقسیم کیا۔ حضرت ابوبکر کو بھی بنو ہاشم کے ساتھ ایک سو یا دو سو وسق[ع] غلہ دیا۔ حضرت ابوبکر کے علاوہ اور کسی کو بنو ہاشم کا شریک نہیں کیا۔ اور حضرت عباس کے حصہ میں دو سو وسق آئے تھے۔

[ع] مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں آنا — [ع] ایک پیمانہ ہے

عبدالملک بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر سے پوچھا کہ آیۃ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا میں الذین اٰمنوا سے کون مراد ہیں؟ حضرت ابوجعفر نے فرمایا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی مراد ہیں۔ حضرت ابوجعفر نے فرمایا حضرت علی بھی ان میں داخل ہیں۔

کثیر کہتے ہیں میں نے محمد بن علی سے کہا خدا میری جان تم پر قربان کرے مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے حالات بتاؤ۔ کیا انھوں نے تمھارے حق میں تم پر ظلم کیا یا تم سے کچھ چھینا؟ محمد بن علی نے جواب دیا اس ذات پاک کی قسم جس نے قرآن کو نازل فرمایا انھوں نے رائی کے دانہ کی برابر بھی ہمارے پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا خدا مجھے تم پر قربان کرے کیا میں ان کا اتباع کروں۔ محمد بن علی نے کہا۔ کثیر ان کو دنیا و آخرت میں دوست رکھ پھر جو کچھ مصیبت تجھے پہنچے وہ میری گردن پر۔ مکرر سہ کرر یہ جملہ فرمایا پھر فرمایا اللہ اور رسول مغیرہ بن سعید وغیرہ سے بری ہیں یہ لوگ ہم اہل بیت پر افترار باندھتے ہیں۔

ابوالحسین زید بن علی بن حسین بن علی نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے برارۃ کرنا حضرت علی سے برارۃ کرنا ہے۔

ہاشم بن برید سے مروی ہے کہ حضرت زید نے مجھ سے فرمایا اے ہاشم واللہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے برارۃ کرنا حضرت علی سے برارۃ کرنا ہے۔ آپ چاہے آگے بڑھو اور چاہے پیچھے ہٹو۔ صحابہ نے ان سب کو ساتھ رکھا کوئی برائی ان تک جب پہنچے گی جب اول حضرت علی تک پہنچے۔

کثیر النواء سے مروی ہے کہ میں نے حضرت زید سے پوچھا تم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے متعلق کیا کہتے ہو۔ فرمایا میں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ میں نے پوچھا جو شخص ان پر تبرا کرے اُس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا میں ان سے اخیر وقت تک بری ہوں۔

مرہاز بن میبر زکہتے ہیں کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر دو خوبصورت ملیح لڑکوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اور لوگ بھی اُن کے ساتھ طواف کر رہے تھے میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں تو لوگوں نے جواب دیا یہ حضرت علی اور حضرت عثمان کے صاحبزادے ہیں۔ میں نے کہا یہ دونوں ساتھ چل رہے اور ساتھ حج کر رہے ہیں اور ہمارے اطراف میں ایک فریق دوسرے کو کافر بتاتا ہے وکیع نے کہا وہ عبداللہ بن حسن ہیں اور دوسرے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ہیں ان دونوں کی والدہ حضرت فاطمہ بنت حسین ہیں۔

حضرت حسن بن حسن کے اقوال

فضیل بن مروان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسن کے بھائی حضرت حسن بن حسن ایک شخص سے فرمارہے تھے جو شیعہ میں بڑا تھا۔ اور اُن کا حاکم تھا" کہ ہم سے اللہ کے واسطے محبت کرو اگر ہم حق تعالیٰ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر ہم حق تعالیٰ کی نافرنی کریں تو تم بھی ہماری نافرمانی کرو" ایک شخص نے کہا "آپ رسول اللہ کے رشتہ دار اور اہل بیت ہیں" حضرت حسن نے فرمایا اگر قرابت بغیر عمل اور بغیر اطاعت کے مفید ہوتی تو رسول اللہ کے سب سے قریبی رشتہ دار

حضورؐ کے والدین کے لئے ضرور مفید ہوتی ۔ واللہ مجھے خوف ہے کہ ہم میں سے گنہگار
کو دوگنا عذاب دیا جائے اور حق تعالیٰ سے امید بھی ہے کہ ہمارے میں سے نیکی کرنے
والے کو دوگنا اجر ملے گا ۔ پھر فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ دینی بات ہے تو ہمارے ماں
باپ نے ہمارے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا کہ ہمیں باوجود تم سے زائد قریبی رشتہ دار
ہونے کے اور تم سب سے احق ہونے کے نہ اس کی خبر کی اور نہ کبھی اس کی طرف
رغبت دلائی ۔ اگر یہ سچ ہے جو تم کہتے ہو کہ حق تعالیٰ نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا تو حضرت
علی سب سے بڑے مجرم اور خطاکار رہوں گے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے امر کو چھوڑا یا خلافت کرتے یا لوگوں سے علیحدہ ہو جاتے ۔ ایک رافضی نے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولی ہوں
اس کا علی بھی مولی ہیں ۔ حضرت حسن بن حسن نے فرمایا " واللہ اگر اس سے رسول اللہ
صلعم کی مراد خلافت اور سلطنت ہوتی تو نماز روزہ اور حج وزکوٰۃ کی طرح اس کو
کھول کر صاف بیان فرماتے کہ لوگو ! (حضرت) علی میرے بعد میرا نائب ہے
اس کے حکم کو سنو اور اس کی اطاعت کرو ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کوئی امت پر شفیق و مہربان نہیں جب
حضورؐ نے اس کو تصریح سے نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس کے در پردہ کچھ اور تھا

حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمد بن حنیفہ کے اقوال

سالم بن جعد کہتے ہیں کہ میں محمد بن حنفیہ کے ساتھ شعب (نام محلہ)
تھا ۔ ایک شخص نے اُن سے دریافت کیا " ابو عبد اللہ کیا حضرت ابو بکر سب سے

پہلے اسلام لائے "۔ حضرت محمد بن حنفیہ نے فرمایا "نہیں" اُس شخص نے پوچھا پھر حضرت ابوبکر کا درجہ کس بات سے بڑھا۔ محمد بن حنفیہ نے فرمایا "حضرت ابوبکر سب سے بہتر طریق پر کامل یقین کے ساتھ ایمان لائے اور اخیر وقت تک اس پر قایم رہے۔

ایک شخص نے محمد بن حنفیہ سے کہا " مجھ کو وصیت کیجئے" محمد بن حنفیہ نے فرمایا جماعت کا اتباع کرنا اور خوارج سے بچنا۔ اُن کا مذہب کچھ نہیں۔ اُن کا دعویٰ ہیچ ہے۔ ان کے لئے ملک و سلطنت ہے جس کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ ملک و دولت حق تعالیٰ کی ہے جسے چاہے اور جس کو چاہے دے تم میں سے جن کو ہم نے پایا وہ ہمارے نزدیک رکن اعلیٰ تھے اور جو اس سے قبل مر چکے اُن کا اجر اُن کے لئے بہتر ہے۔

رضی بن عقیل کہتے ہیں کہ میرے باپ شعب میں محمد بن حنفیہ کے دروازہ پر تھے کہ ان کا چھوٹا بچہ نکلا جس کی زلفیں تھیں اور کہا " گروہ شیعہ " میرے باپ تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم لاعن اور مفرط اور اُن لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو تقدیریں جلدی چاہیں۔ وہ سب اس قدر ساکت بے حس و حرکت تھے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

محمد بن حنفیہ نے فرمایا تم کو اہل بیت کے عطیہ سے کسی مفرط یا مقصر کی افراط و تفریط مانع نہ ہو۔

بنو ہاشم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے بنو حنفیہ میں سے محمد کی ماں حنفیہ کو حضرت علی کو مرحمت فرمایا۔

محمد بن عاصم کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عبدالرزاق نے فرمایا کہ روافض میرے نزدیک کافر نہیں[1] ۔ ایک رافضی شہر صنعار سے مکہ مکرمہ تک میرے ساتھ رہا وہ نماز نہ پڑھتا تھا ۔ میں نے اُس سے دریافت کیا تو جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "المرء مع من احب" (ہر شخص کا انجام اُس کے ساتھ ہوگا جس سے اُس کو محبت ہو) مجھے اہلِ بیت سے محبت ہے ۔ پھر نماز کا کیا کروں گا ۔

محمد احتشام الحسن غفرلہٗ
کاندھلہ ضلع مظفر نگر

[1] یہ شیخ موصوف کا ذاتی خیال ہے ضروری نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جائے